ہر قسم علوم و فنون کی کتابیں ملنے کا پتہ غفور بخش حافظ فیاض الدین تاجران کتب جننگ منڈی بازار آگرہ

[illegible]

الحمد للہ کہ والمنة کہ درین فرخندہ فرجام کتاب لاجواب الموسوم بہ

باغ خیال اکبر

عرف

دیوان اکبر

باہتمام خاکسار حافظ فیاض الدین بہ نظر ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ

بمطبع ابوالعلائی واقع آگرہ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرح انداز بِنِ کون و مکان توہی تو تھا
خوش نوائے حرف ساز کن فکان توہی تو تھا

زمزمہ سنج نوائے فادخلوہا خالدین
رنگ آمیز چمن زارِ جنان توہی تو تھا

ہر گل و برگ و ثمر مین رنگ و بو بنکر لبا
توہی تھا توہی بہارِ گلستان توہی تو تھا

طوق قمری توہی تو ہی سروِ گلشن کی بہار
رنگ گل توہی تہا بلبل کی فغان توہی تو تھا

سرمہ دیکر نور آنکھونکا بڑہاتا تھا تجھے
طور پر صورت کش برق تپان توہی تو تھا

لیلیٰ و شیرین و گل مین شمع مین رکھا تھا کیا
حسن بنکر دلفریب عاشقان توہی تو تھا

نوح کا جودی پہ اور یونس کا بطنِ حوت مین
چاہ مین یوسف کا یارب مہربان توہی تو تھا

قم باذنی اور انا الحق کہتے انکی کیا مجال
شمس اور منصور کے منہ مین زبان توہی تو تھا

کیون نہو یہ مدح گو تیرا کریم کارساز
نطق بخش اکبر شیرین زبان توہی تو تھا

ABDUL SATTAR COLLECTION

قندیل مین ایک نور ترا جلوہ فشان تھا
آدم تھا نہ حوا تھی زمین تھی نہ سمان تھا

شاخون مین لچک تھی تری غنچون مین مہک تھی
تو نہین نہان تھا کبھی ہو تو نہین عیان تھا

رب ارنی کہہ تو دیا اوٹھتے ہی پردہ
تھے ہوش فراموش وہان ہوش کہان تھا

ہین ارض و سماوات ترے حکم سے قائم
تو زیب دہ انجمن کون و مکان تھا

لیلے مین چمک کسکی تھی کسکی تھی تجلی
مجنون کو جنون کسکا تھا کسکا خفقا[ن تھا]

گر صورت یوسفؑ مین تھی تیری تجلی
کیون دلمین زلیخا کے محبت کا نشان تھا

دیکھا جو یہ گلزار جہان غور سے اکبر
ہر پھول سے ہر پھل سے وہی رنگ عیان تھا

کسقدر دھیان ہے اے کاکل پیچان تیرا
اپنے سایہ سے الجھتا ہے پریشان تیرا

اپنی حسرت پہ لہو روے ہر ایک زخم جگر
گر پڑا ہاتھ سے قاتل جو نمکدان تیرا

کیا کہون ہے مرے صحرا کی جو وسعت اے قیس
نہ ملے آسمین جو کھو جائے بیابان تیرا

حوصلہ نکلے مری وحشت دل کا کیونکر
دائرہ تنگ ہے اے عالم امکان تیرا

لے گیا اوسکی گلی تک نہ ہوا کر لاشہ
چشم تر کام کچھ آیا مرے طوفان تیرا

آج کل چلتی ہے دنیا مین قیامت کی ہوا
گل نہو جائے چراغ اے مہ تابان تیرا

زلف جھٹک کرکے یہ کہتی ہے رخ روشن سے
ہے پریشان کوئی میرا کوئی حیران تیرا

خیرہ دو بوسے رقابت ہے مجھے آتی تجھ سے
چاک کس کیلئے اے گل ہے گریبان تیرا

کس طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہے تو اے تیر افگن

دل مین اکبر نے چھپا رکھا ہے پیکان ترا

اللہ رے حسن احمد عالی وقار کا
اُترا ہے نور عرش سے پروردگار کا

اے منکر و نکیر سوال و جواب کیا
بردہ نبیؐ کا بندہ ہون پروردگار کا

غزوہ مین کم غذا تھی مگر تیرے خوان پہ
پُر تھا شکم طعام سے ستر ہزار کا

کیا خاک باغ خلد کی ہو آرزو ہمین
خاکا ہے تیرے روضہ کے نقش و نگار کا

نبیون مین اوسکی شان ہی کالبدر فی النجوم
ختم الرسل خطاب ہے اوس نامدار کا

لب پر علی علی کہے زبان پر ولی ولی
یہ دل ہے عاشق اوس شہ دلدل سوار کا

مذہب ہے صلح کل نہین اکبر کسی سے رنج
دشمن ہون اپنی ہستی ناپائدار کا

مصحف ناطق رخ پر نور ہے اس ماہ کا
ابروے سلطان دین طغرا ہے بسم اللہ کا

جب جھکی گردن نظر وہ قبہ سبز آگیا
قلب میرا بن گیا گنبد تری درگاہ کا

جو کہ فانی ذات شاہ ولی مع اللہ مین ہوا
مرتبہ حاصل ہوا اوسکو فنا فی اللہ کا

تھا مدینہ سامنے آنکھونکے ہنگام طواف
مین نے کعبہ مین بھی گھر دیکھا رسول اللہ کا

یوسف مصری کو کیا نسبت مرے محبوب سے
وہ ہے معشوق زلیخا یہ حبیب اللہ کا

آسمان سبز پرتو گنبد خضرا کا ہے
لامکان خاکا سا ہے بیت رسول اللہ کا

قامت بے سایہ حضرت کا ہی دلمین خیال
نقش ہے یا اس نگینہ پر الف اللہ کا

حشر تک کرتے نہ زمزم سے نکلنے کی ہوس
یوسف مصری اگر منہ دیکھتے اوس چاہ کا

غل ہے بازار و نین پہرا اکبر مدینہ کو چلے
میرے دل سے کوئی پوچھے لطف اس افواہ کا

مجھے بہی حبیبِ خدا بخشوانا
اندہیرے سے مرقد کے گہبراؤن
بہت سخت ہے گرمیٔ روزِ محشر
بھڑکتا ہے دوزخ نکلتے ہین شعلے
خضر تم کوئی راہ ایسی بتادو
بڑا رہنے دے گرد اپنے مکان کے
کبہی اسودِ پاک پر بوسہ دینا
مین ہون طالبِ شوق پابوس حضرت

نہ تم سا ملا کوئی دیکھا زمانا
مجھے چاندسی اپنی صورت دکہانا
مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانا
جلا مین جلا مین بچانا بچانا
مدینہ مین ہو رات دن آنا جانا
کہان ہے ترے عاشقون کا ٹھکانا
کبہی زمزمہ آبِ زمزم پہ گانا
مرا ان کے قدمون پہ مدفن بنانا

چلا مین جو محفل سے بولے یہ حضرت
وہ جاتا ہے اکبر بلانا بلانا

شکل جب بس گئی آنکہون مین تو چھپنا کیسا
باادب ہین ترے سب کشتۂ نازِ اے قاتل
آپ موجود ہین حاضر ہے یہ سامان تماشا
تیری آنکھون کی جو تعریف سنی ہے مجھ سے

دل مین گھر کرکے مری جان یہ پردا کیسا
سانس لینگے نہ دمِ ذبح تڑپنا کیسا
عذر سب طے ہین بس اب وعدۂ فردا کیسا
گھورتی ہے مجھے یہ نرگسِ شہلا کیسا

ہاتھ بڑھتے ہین گریبان کی طرف پاؤن نکال — المدد جوش جنون سبزہ ہے صحرا کیسا

اے مسیحا یون ہی کرتے ہین مریضون کا علاج — کچھ نہ پوچھا کہ ہے بیمار ہمارا کیسا

گرم بازاری خورشید قیامت ہوئی سرد — حشر مین داغ محبت مرا چمکا کیسا

کیا کہا تیغ کہ ہم جاتے ہین دل اپنا سنبھال — یہ تڑپ کر نکل آئیگا سنبھلنا کیسا

منہ دکھائے نہ خدا ہجر کی شب کا اکبر
خوف اسکا ہے ہمین حشر کا دھڑکا کیسا

بخشوانے تا مکین لامکان لیجائے گا — کون لیجاتا شفیع عاصیان لیجائیگا

داغ عشق خاتم پیغمبران لے جائیگا — بے نشان دل تھا مگر اچھا نشان لیجائیگا

مین تو جاتا تھا مدینہ کیطرف اب تو بتا — کس طرف اے توسن عمر روان لیجائیگا

زاہدو صل علی صل علی پڑھتے رہو — ورد اسکا سوئے گلزار جنان لیجائیگا

تیری گردش کو دعا دینگے تجھے رکھینگے یاد — گر مدینہ کی طرف اے آسمان لے جائیگا

باندھ رکھی ہے کمر اے رہرو راہ خدا — ہم بھی تیرے ساتھ ہین لیچل جہان لیجائیگا

شاعرون مین روز محشر پڑھ کے نعت مصطفیٰ
سب سے بازی اکبر شیرین زبان لیجائیگا

کیا انتشار اب ہمین رد و قبول کا — دامن ہے اپنے ہاتھ مین آلِ رسول کا

اللہ اور اوس کا حبیب ایک ہی تو ہین
مطلب کہلا ہوا ہے اطیعوا الرسول کا

پہلے ہے جذب اور سلوک اوسکے بعد ہے
یہ راستہ عروج کا ہے وہ نزول کا

کس طرح سے تمام خط شوق ہو ادا
ہم سلسلہ ہے آپکی زلفون کے طول کا

گہری گلابی آنکھین ہین اُس مست ناز کی
ایسا تو رنگ جام مین بہی تہا نہ پہول کا

جاہل ہے علم خیر سے ظالم ہے نفس پر
مطلب کہلا ہمین یہ ظلوم وجہول کا

ہستی کو اپنی جلد مٹا جس طرح مٹے
پہنچا ہے شیخ سے یہ طریقہ وصول کا

تہی دشت مین بہی یاد مژہ کی خلش غرور
تلوؤن کو چہیڑتا رہا کانٹا ببول کا

اکبر زبان پر نہین آتا جو دل مین ہے
پابند ہون ضوابط اہل اصول کا

اے بے نیاز مالک ہے نام تیرا
مجھکو ہے ناز تجھپر مین ہون غلام تیرا

مین ہون ضعیف بندہ تو مالک قوی ہے
عصیان ہے فعل میرا بخشش ہی کام تیرا

کیا کیا حلاوتین ہین اللہ اکبر اس مین
میٹہا ہے ذکر تیرا شیرین ہے نام تیرا

انگشتری پر اپنی ایجان اسکو رکہے
ہے نقش میرے دل پر کیا خوب نام تیرا

جس شکل پر نظر کی تصویر تہی وہ تیری
کی فکر جس سخن مین تہا وہ کلام تیرا

حاضر ہے ہر جگہہ تو پہر ہے الگ سبہون سے
کسطرح سے کہون مین یہ ہے مقام تیرا

تو اور عشق دانا . کچھہ بہی مناسبت ہے
اے دل خیال ہے یہ بے شبہہ خام تیرا

کیونکر ہو شکر ہم سے تیری عنایتون کا — تیرا رسول لایا ہم تک پیام تیرا
مرغ نظر ہمارا کیون صید ہو نجائے — دانہ ہے خال عارض گیسو ہے دام تیرا

ہوگا بڑے بڑون کا ہنگام روز محشر
اکبر قبول ہوگا کیون کر سلام تیرا

اللہ غنی ایک مدینہ مین جوان تہا — اللہ ہی اُسکے رُخ روشن سے عیان تہا
صورت کو تیری دیکھ کے کچھ منہ سے نہ نکلا — اک صلّ علیٰ صلّ علیٰ وردِ زبان تہا
حیران فرشتے تہے پریشان تہین حورین — کس شان کا جلوہ تری صورت سے عیان تہا
العظمۃ للہ براق شہ والا — وہ برق سبک خیز یہان تہا نہ وہان تہا
کس شوق سے معراج کی شب کہتا تہا اللہ — آجلد تو ابتک مرے محبوب کہان تہا
کہتے ہین جسے اہل جہان مہر نبوت — وہ مہر نہ تہی مہر الٰہی کا نشان تہا
بہیجا تہا اسے حق نے ہدایت کو جہان کی — گو فرش پہ تہا عرش معلیٰ پہ مکان تہا
گر اسکو نہ پڑہتا کوئی جنت مین نجاتا — تیرا کلمہ فاتح ابواب جنان تہا

پہنچا جو یہین محفل مین تو بولے مرے مولا
مدت سے تو اے اکبر مشتاق کہان تہا

بیان کس سے ہو رتبہ اے محمد مصطفےٰ تیرا — کہ قرآن مقدس مین ثناخوان ہے خدا تیرا

تیری مدح و ثنا مین فکر کو رستہ نہین ملتا
وہ عالی مرتبہ ہے اے نبیؐ دوسرا تیرا

بزرگی آیۂ لولاک سے ظاہر ہوئی تیری
لقب ہے رحمت عالم حبیب کبریا تیرا

تو وہ امی کہ تیرے علم سے عالم ہوا روشن
تو وہ بے سایہ عالم پر ہے سایہ اے شہا تیرا

نہوتی پار کشتی نوحؑ کی طوفان سے ہرگز
اگر شامل نہوتا لطف اے ابر عطا تیرا

بھلا موسیٰؑ کو تیرے رتبۂ عالی سے کیا نسبت
کہ وہ طالب خدا کے اور طالب ہے خدا تیرا

کہین مدثر کہکر کہین مزمل کہکر
مخاطب ہو رہا ہے تجھ سے رب دوسرا تیرا

تمنا ہے کہ تیرے آستان پاک پر پہنچون
ملوں اُس جا پہ آنکھین جس جگہ ہو نقش پا تیرا

شفاعت کا تیری اکبر کو ہر لحظہ بھروسا ہے
کہ بخشے گا تیری خاطر سے اے مولا خدا تیرا

ہر شے مین جلوہ گر ہے واللہ نور تیرا
حیرت مین ڈالتا ہے سب کو ظہور تیرا

از ماہ تا بماہی ظاہر تری خدائی
کرتا ہے ناز تجھپر کبر و غرور تیرا

پتھر کو کر کے سرمہ آنکھون کو نور بخشا
احسان ہے جہان پر اے برق طور تیرا

کعبہ مین گر خدا ہے تو بتکدہ میں کیا ہے
اے عقل ہے سراسر ثابت قصور تیرا

دیر و حرم مین یکسان دیکھا ہے تیرا جلوہ
یہان بھی ہے تیرا جلوہ وہان بھی ہے نور تیرا

مشتاق تیرے اٹھکر دوڑینگے بے تحاشا
جب نام لیگی خالق آواز صور تیرا

اب وقت ہے مدد کا اے چشم مست ساقی
کرتا ہے کچھ کمی سی دل مین سرور تیرا

وحشت کا میری چرچا عالم مین ہو رہا ہے
شہرہ جہان مین ہے نزدیک و دور تیرا

تو اوسکو بخشدینا لطف و کرم سے اپنے
اکبر کو آسرا ہے رب غفور تیرا

گل و گوہر تو کیا ہر شے مین ہے جلوہ عیان تیرا
خدایا بے نشان ہو کر ملا ہم کو نشان تیرا

ترے ابر کرم سے پرورش مخلوق باقی ہے
الہی جا بجا ہے فیض کا دریا روان تیرا

پکارا دیر مین ناقوس سے تجھکو برہمن نے
حرم مین نام زاہد نے لیا وقتِ اذان تیرا

تری رحمت کا لنگڑے اور لولونکو سہارا ہے
الہی نام عالی ہے عصائے ناتوان تیرا

شرر پتھر سے جب نکلا تو ہمکو یہ ہوا ثابت
کہ ہر ذرّہ مین پنہان ہو گیا حسن نہان تیرا

فنا ہو جانیوالے کارخانے ہین زمانے کے
رہے گا نام باقی خالق کون و مکان تیرا

تری موجودگی ہر شے مین جزو کل سے ثابت ہے
مگر حسرت ہے پھر بھی تو نہین ملتا نشان تیرا

کرم اے ابرِ رحمت تشنگانِ آب الفت پر
مدد اے موج شفقت جان بلب ہے نیمجان تیرا

گناہ سب بخشدینا لطف سے اکبر کے محشر مین
بھروسہ ہے اُسے اے مالک ہر دو جہان تیرا

گو اہل وفا سے وہ ستمگر نہین ملتا
یہ شکر ہے غیرون سے بھی اکثر نہین ملتا

یہ خم نہین ملتا ہے یہ جوہر نہین ملتا
ابرو سے تمہارے کوئی خنجر نہین ملتا

اس عارض رنگین سے گل تر نہین ملتا
تم دیکھ لو خود پہول کو رکھ کر نہین ملتا

یہ نخل جوانی ثمر اب لانے لگا ہے
وہ جس سے گلے ملتا ہے تنکر نہین ملتا

وحشی پہ ترے سنگ زنی اب نہین ہوتی
یا تہک گئے سب یا انہین پتہر نہین ملتا

یہ نخل کے انداز تو اب ہے نہین منعم
یارون سے بہی تو ہاتھ بڑہا کر نہین ملتا

اغیار رہبر و سہ تکرین قتل پر اوسکے
وہ وہ ہے جو سو بار بہی ملکر نہین ملتا

ہین خاک بسر ہون مرے احباب پریشان
اس کوچہ مین ہے پر دل مضطر نہین ملتا

ڈہونڈہے کوئی کیا راہرو ملک عدم کو
اس راہ کا بچہڑا تو بچہڑ کر نہین ملتا

ملتے ہین کہین کہوئے ہوئے راہ طلب کے
ہم ڈہونڈہ رہے ہین ہین اکبر نہین ملتا

ہے فیض ابر رحمت ربّ رحیم کا
سر سبز باغ ہے مری طبع سلیم کا

طرّہ اڑے تو گیسوئے عنبر شمیم کا
ہم تک بہی آہی جائیگا جہونکا نسیم کا

روز ازل سے تہا مری قسمت مین جو الم
پہلا سبق ملا ہے الف لام میم کا

لبریز ہے قرابۂ گل سب گلاب سے
ہے غسل آج گیسوئے عنبر شمیم کا

دوزخ کا نام آتش فرقت درست ہے
سچا لقب ہے ہجر عذاب الیم کا

ہر شے اسی کی شکل مین ہمکو نظر پڑی
حادث دکہا رہا ہے یہ جلوہ قدیم کا

تخصیص مجہ مین کوئی نہین اے مرے خدا
امیدوار ہون ترے فضل عمیم کا

سائل کسی کے در سے تو خالی پھرا نہین
محروم کیون رہےگا یہ بندہ کریم کا

اکبر رضائے دوست کا امیدوار ہون
خواہان نہ خلد کا ہون نہ طالب نعیم کا

ہے آپکے باعث سے وجود ارض و سما کا
کونین مین جلوہ ہے رسول دوسرا کا

بیمار ہون مقدور نہین مجھکو دوا کا
اعجاز دکھا دو لب اعجاز نما کا

اے باد صبا جلد مری خاک اڑا دے
اسوقت مدینہ کی طرف رخ ہے ہوا کا

کر ڈالا ہے جسنے دل جبریلؑ کو غربال
اس دل مین بھی روزن ہی اسی تیر ادا کا

اللہ رے در قصر محمدؐ کی بلندی
ہے اسکو سزاوار لقب عرش علا کا

مشکل ہے الجھکر تری زلفون سے نکلنا
ہر پیچ قیامت کا ہے ہر خم ہے بلا کا

تو غور سے کر اپنی ہی صورت کا تماشا
چہرہ ترا آئینہ ہے انوار خدا کا

کیا غور سے حضرت مرا دل دیکھ رہے ہین
چورنگ ہے یہ آپ ہی کی تیغ ادا کا

منصور بس اب ہوش مین آ روک زبان کو
یہ بات بھی کہنے کی ہے لے نام خدا کا

کیون سوئے زمین دیکھ رہے ہین مہ و خورشید
کیا ڈھونڈتے ہین نقش کسیکے کف پا کا

وہ دور رہے ہم سے کہ پکارین اسے اکبر
ہے فاصلہ والون کے لئے فعل دعا کا

محو ایسا تری صورت مین ہوا شیدا تیرا
دیکھتا ہے وہ ہر اک شکل مین جلوہ تیرا

ہے جو کچھ عالم فانی مین وہ سب تیرا ہے
جب سے ہم بولے یہی بولے کہ تیرا تیرا

تو کہین ہو مین تجھے ڈھونڈ نکالونگا ضرور
تو ہے مطلوب مرا اور مین جویا تیرا

تیری تصویر مین ایجان نظر آئی مری شکل
میری صورت مین نظر آگیا جلوہ تیرا

چاک دامانی عاشق نے غضب کر ڈالا
اے مرے پردہ نشین کھل گیا پردہ تیرا

دل بھی روشن ترے جلوے سے ہے اور آنکھین بھی
ہر جگہ نور نئی شان سے چمکا تیرا

تو ہو جس رنگ مین پہچانتا ہون مین تجھکو
کبھی دھوکا نہین کھاتا ہے شناسا تیرا

آئینہ ہے یہ اسی مین نظر آئیگی وہ شکل
دیکھ اے طالب حق دل ہو نہ میلا تیرا

نام گنوانے کو یون تو ہین بہت اہل نظر
مر یجان پر ترا اکبر ہی ہے شیدا تیرا

حسن ہے میرے شہ ہر دوسرا کا ایسا
نہ بنا پھر ید قدرت سے بھی نقشا ایسا

گر پڑین حضرت موسیٰ کی طرح غش کھاکر
کبھی دکھلائے خدا ہمکو بھی جلوہ ایسا

میرا سایہ بھی مرے ساتھ شب غم مین نہین
مین ہوا تجھ سے جدا ہوکے اکیلا ایسا

ایک دن بھی کبھی اندیشۂ فردا نہ ہوا
ہم کو اللہ پر اپنے ہے بھروسا ایسا

نظر آنے لگا دلمین بھی وہی پردہ نشین
للہ الحمد اٹھا آنکھون سے پردہ ایسا

اپنے الجھے ہوئے گیسو وہ دکھاکر بولے
دیکھئے ہوتا ہے نقشۂ شب غم کا ایسا

دم نکلتا ہی نہین جھیلتا ہون صدمۂ ہجر
دیکھئے ہوتا ہے پتھر کا کلیجا ایسا

نزع مین بھی تو غلامون کو نہ بھولے آقا
ہو تو لے دونون جہان مین کوئی مولا ایسا

فرق کچھ ناظر و منظور مین اکبر نہ رہا

میرے آئینۂ دل مین وہ سمایا ایسا

گلشن مین اُسنے رخ سے جو پردہ اُٹھا دیا
بلبل کا ہوش رنگ گلون کا اُڑا دیا

صورت نے جلوۂ رخ معنی دکھا دیا
اس عشق نے بگاڑ کے مجھکو بنا دیا

مضمون سوچنا تھا رخ صاف یار کا
آئینۂ جمال نے حیران بنا دیا

تھا اپنی صنعتون کا تماشا جو دیکھنا
بازار کائنات مین میلہ لگا دیا

اللہ رے شان حسن تری بے نیازیان
بے ہوش کر دیا اسے اُسکو جلا دیا

دیوانہ ہوگیا ہون تری زلف دیکھکر
ان کالون نے چراغ خرد بھی بجھا دیا

دونون طرف لگی ہوئی ہے آگ عشق کی
پروانہ اور شمع کو یکسان جلا دیا

ممنون ہون مین اپنی جبین نیاز کا
پائے نگار پر مجھے اُس نے جھکا دیا

اکبر بلند کی مرے قاتل نے تیغ جب
مین نے سر نیاز قدم پر جھکا دیا

کوئے جانان مین بجز رنج و الم پائینگے کیا
حضرت دل سے جا کر دیکھئے لائینگے کیا

جو شریک رنج و راحت ہی کبھی ہوتے نہین
وہ کسی کے وقت بد مین کام پھر آئینگے کیا

خون ناحق مین دہرا کیا ہے جو تم آتے نہین
صدمۂ فرقت سے آخر ہم نہ مر جائینگے کیا

دیکھکر اُس گلبدن کے جلوۂ رخسار کو
ہونٹھ اپنے حضرت ناصح نہ سلوائینگے کیا

مفت مین پھرتے ہین سرگردان یہ شیخ و برہمن
دیر و مسجد مین دہرا کیا ہے وہان پائینگے کیا

بیخودان عشق جانان سو رہے ہین قبر مین
صور اسرافیل سے ہوشیار ہو جائینگے کیا

ہاتھ جو کانون پہ دھرتا ہے ہمارے نام سے
اُس تغافل کیش کو احباب سمجھا ئینگے کیا

فیصلہ ہی ہو چکا جب تن سے نکلی جان زار
کب کسی کے عشق مین ارشاد فرما ئینگے کیا

حضرت اکبر سے سنکر شکوۂ جور و جفا
داورِ محشر کے آگے وہ نہ شرمائینگے کیا

انسان سے ضرور ہے ہونا قصور کا
مظہر ہے یہ تجلّیِ اسمِ غفور کا

جاری رہین جو اشکِ ندامت کی ندیان
لیجا ئینگی بہا کے یہ دفتر قصور کا

ہے ہر صفت مین روشنیٔ ذات جلوہ گر
ہر ذرّہ آفتاب ہے قدرت کے نور کا

اُٹھا جو تیرے عارضِ پُر نور سے نقاب
بار دگر پھر آئینہ چمکا نہ طور کا

مردہ بنا دیا ہے ہمین اس خیال نے
ممکن نہین علاج دلِ ناصبور کا

محبوب خود پسند نہین تو حسین نہین
چلتا ہے شہر حسن مین سکّہ غرور کا

شانِ وجود تو یہی ہے وہ ہو ہم نہون
ہم تم ہون جب تو پھر ہے یہ جلوہ ظہور کا

اکبر ہے وصل یار کی اُمید آپ کا
کچھ خیر ہے مزاج کہان ہے حضور کا

ڈھونڈھ لیتا جو انھین ڈھونڈھنے والا ہوتا
دیکھ لیتا جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

مجھکو اس چاہ مین کچھ لطف دوبالا ہوتا
کاش ناصح ہی ترا چاہنے والا ہوتا

ہم بھی مرتے تری حورون پہ مگر اے زاہد
ان بتون سے جو کچھ انداز نرالا ہوتا

کیا گزرتی ہے ترے دل پہ بتا تو کمبخت
ہاے اتنا ہی کوئی پوچھنے والا ہوتا

میرے گھر پر سے ملین آکے بلائین کتنی
اے شب ہجر ترا منہ نہین کالا ہوتا

مجھکو تسکین نہین دور ہین ایام وصال
تمنے جبتک مجھے بوسون ہی پہ ٹالا ہوتا

اے غم یار مجھے تو نے کھلا کر کھایا
پہلے کھاتا تو ترے منہ کا نوالا ہوتا

آپ نے زلف کے عقدے تو بہت کھلوائے
میرا آسان سا ایک کام نکالا ہوتا

تم نے کچھ عشق کا انجام نہ سوچا اکبر
کیون بگڑتی جو طبیعت کو سنبھالا ہوتا

اک جہان شیدا ترا اے مہر طلعت ہو گیا
کی ترقی عشق نے ایسی طبیعت ہو گیا

جسقدر تیزی پہ آیا روز محشر آفتاب
اُس سے بڑھکر گرم بازار شجاعت ہو گیا

کر دیا میرے صفاے دل نے مجھکو آئینہ
اے حسین تو دیکھ اب مین تیری صورت ہو گیا

کوچۂ محبوب حق سے اسکو نسبت کیا بھلا
وہ خسارے مین ہے جو خواہان جنت ہو گیا

کوئی کہدے جا کے اوس رشک مسیحا کو نہین
لیجیے وہ آپ کا بیمار رخصت ہو گیا

ایک وحشت کو بیابانون سے طبعی انس ہے
بستر خار مغیلان فرش راحت ہو گیا

مجھکو بھی رکھا نہ اس نے معرکہ مین سرخرو
خون مرا گلگونۂ روے شہادت ہو گیا

دل کرا اکبر کے تصدق کر دی اُسپہ جان زار
بخل بھی اپنا بڑے لوگون کی ہمت ہو گیا

چن لیا قاتل نے آج اکبر مجھی کو بہر قتل
اب تو کچھ وہ بے مروت با مروت ہو گیا

ایک عالم اسکو روتا ہی رہا
اکبر اپنی نیند سوتا ہی رہا

مین نہ سمجھا سرد و گرم روزگار
عمر بھر ان کو سموتا ہی رہا

میرے ارمانون کی کثرت دیکھنا
آسمان کو عذر ہوتا ہی رہا

نفع اور نقصان ہستی کیا بتاؤن
اس قدر پایا کہ کہوتا ہی رہا

میرے دل مین اُنکے مژگان کا خیال
ایک برچھی چبھوتا ہی رہا

حرص جنت دن بدن بڑہتی گئی
مُفت زاہد عمر کہوتا ہی رہا

ہم اُمید وصل پر جیتے رہے
عہد پورا اُن کا ہوتا ہی رہا

کوچۂ سفاک کب خالی رہا
اک نہ اک کا خون ہوتا ہی رہا

جو ہنر اکبر نے یان پیدا کیا
آسمان اُس کو ڈبوتا ہی رہا

مین نالہ کش جو اپنے وطن سے نکل گیا
اک عندلیب تھا کہ چمن سے نکل گیا

ہوتی نہین نبی کی بہی قدر اپنے شہر مین
اللہ کا حبیب وطن سے نکل گیا

تنہائی بہر عاشق صادق ضرور ہے
مجنون اسی لئے تو وطن سے نکل گیا

نافے سے باہر آکے ہوئی قدر مشک کی
اچھا رہا جو اپنے وطن سے نکل گیا

شل گھر ہے آج سلاطین پہ اسکی چال — جو با کمال اپنے وطن سے نکل گیا
یاد آیا سرو سا جو وہ قد بہول سا عدا کا — مین بیقرار ہو کے چمن سے نکل گیا
جو شعر ہمنے وصف قد یار مین لکھا — ہر مصرعہ اپنا سرو چمن سے نکل گیا
اُس گل کو شوق ہوون کے گنے کا جب ہوا — ہر گل اُسی ہوا مین چمن سے نکل گیا

اکبر نقاب آج اُٹھا روئے یار سے
شکر خدا کہ چاند گہن سے نکل گیا

سراپا درد ہے افسانۂ رنج و الم میرا — تڑپ جاؤ گے کاتب اُٹھو گے سنکر حال غم میرا
لکھا ہے خط مین جو مضمون ضعف و ناتوانی کا — چلا ہے جابجا رُک رُک کے کاغذ پر قلم میرا
جلو مین میرے قیس و کوہکن ہین اور وحشت ہے — کوئی دیکھے نگاہِ غور سے جاہ و حشم میرا
مرا مذہب ہے عشق اور شرع ہے میری وفاداری — جہان مین آستان یار ہے دیر و حرم میرا
رہے گا نام میرا عالم ایجاد مین برسون — مٹائے لاکھہ گردون نقش ہستی یکقلم میرا
جو نکلے دیدہ کا ارمان تو یہ بھی نکلجائے — رُکا ہے اسلئے ہمدم مرے سینہ مین دم میرا
کلیسا ہے حرم ہے دیر ہے یا یار کا گھر ہے — نہین معلوم کس جا ہے سر تسلیم خم میرا

نہین کھٹکا ہے اکبر مجھکو روز حشر کا بالکل
کہ ہے حامی محمد سا نبی ذو الکرم میرا

کوئی ارمان مرے دل کا نکلنے نہ دیا — شوخیون نے تری فقرہ بھی تو چلنے نہ دیا

بے بہ بے تیر نظر آئے سنبھلنے نہ دیا
چاندنی چوک سے بسمل کو نکلنے نہ دیا

جب سسکنے کا نہین حکم تڑپنا کیسا
اتنا ارمان بھی قاتل نے نکلنے نہ دیا

بزم ہستی مین ابھی آکے تو ہم بیٹھے تھے
یون اجل آئی کہ زانو بھی بدلنے نہ دیا

شب فرقت سے ہو حاصل مجھے کسطرح نجات
سخت جانی مرا دم بھی تو نکلنے نہ دیا

رحم کر پردۂ فانوس سے اے شمع نکل
اسقدر ظلم کہ پروانون کو جلنے نہ دیا

یہ دبایا قد موزون نے ترے طوبیٰ کو
باغ جنت مین اُسے پھولنے پھلنے نہ دیا

خوب نظارۂ قاتل رہا اکبر تہ تیغ
ہاتھ رک رک گیا تقدیر نے چلنے نہ دیا

کیا بڑی سرکار تھی اور کیا بڑا دربار تھا
جسکا ناظر حق تھا اور جبرئیل خدمتگار تھا

یون کہو لگا جا کے محبوب خدا تیرا خیال
تیری فرقت مین مرا ہمدم تھا اور غمخوار تھا

میری آنکھین ہوتین آغوش حلیمہؓ یا نبی
میرا دل ہوتا جو تیری سیر کا گلزار تھا

بے طلب اللہ نے کیا کیا دیا معراج مین
طالع بیدار خواب احمدؐ مختار تھا

تھا وہ محبوب خدا اور سب تھے عاشق اسلئے
سب رسولون مین محمدؐ مصطفےٰ سردار تھا

چاند سا چہرہ ترا اللہ کو آیا پسند
اے عرب کے نوجوان یون تجھپہ اتنا پیار تھا

آکے ٹکرایا ہے عصیانکے جزیرونمین جہاز
میرے مولا تیری اک ٹھوکر مین بیڑا پار تھا

اکبر شیدا اُسے جنت ملی بخشا گیا
جو کہ مداح حبیبؐ ایزد غفار تھا

نکلی جو روح جسم سے پہرے بدن مین کیا
جب شمع بجھ گئی تو رہا انجمن مین کیا

وہ شعر کیا کہ دل مین جو نشتر چبھا نہ دے
ہو جسمین بو نہ درد کی ہے اس سخن مین کیا

ٹیڑھا جواب دیتے ہو تم سیدھی بات کا
یا داک ادا یہی ہے تمہین بانکپن مین کیا

حل کردیا تبسم لب نے یہ مسئلہ
اب عذر آپ کو ہے ثبوت دہن مین کیا

آہم دکھائین داغ جگر کی تجھے بہار
اے عندلیب سیر ہے تیرے چمن مین کیا

کیون چومتے ہین نکیرین اسکو بار بار
نام اس کا ہے لکھا ہوا میرے کفن مین کیا

سو عہد اُسنے توڑے مگر پہر یقین ہے
ہے معجزہ یہی لب پیمان شکن مین کیا

اے اہل عقل اسکا مزا یون نہ آئے گا
دیوانہ بنکے دیکھو ہے دیوانہ پن مین کیا

جو نافہ ہے وہ کاکل شکین کی ہے گرہ
صد رنگ کیا ہے اور ہی رنگ سمن مین کیا

تم مالدار ہو نہ ہنر ور نہ باکمال
اکبر تمہاری قدر ہو ملک دکن مین کیا

خوف عصیان سے خدا کے پاس روتا جاؤنگا
اشک سے داغ گنہ دامن کے دہوتا جاؤنگا

ہائے اس دل فنا مین کیا اسی صورت سے مین
عمر کہوتا جاؤنگا برباد ہوتا جاؤنگا

اے زلیخا میرا یوسف آئیگا ہمراہ خواب
جاگتی جائیگی قسمت اور مین سوتا جاؤنگا

کیون ستاتا ہے فلک پچھتائیگا تو مین اگر
سید کونین کی تربت پہ روتا جاؤنگا

بعد مردن مدح خوانی کا رہیگا سلسلہ
خلد مین بہی نعت کے موتی پروتا جاؤنگا

اُمت احمد ہون مین لیکر مجھے آغوش مین
لوریان گائینگی حورین اور مین سوتا جاؤنگا

لے چلوائے قافلے والو مدینہ کی طرف
مین وہ اکبر ہون تمہارے پاؤن دہوتا جاؤنگا

سرمہ جو زیب چشم سیہ فام ہوگیا
فتنہ سوار ابلق ایام ہوگیا

آیا جو سیر کو لب ساحل وہ بادہ نوش
دریا مین جو حباب اٹھا جام ہوگیا

ٹکڑے دل و جگر کے اڑنے سے فائدہ
اے تیغ ناز اب تو مرا کام ہوگیا

اُس زلف کے خیال نے آخر وہ دل کیا
ٹھنڈا چراغ عمر سر شام ہوگیا

ملتے نہین وہ ہم سے اب اتنی ضعیف ہین
لبریز عمر خضر کا یہی جام ہوگیا

ہم ابتدائے عشق ہی مین ہوگئے تمام
آغاز جسکو سمجھے تھے انجام ہوگیا

قاصد نے بیدھڑک جو سنایا جواب شوق
پیغام یار موت کا پیغام ہوگیا

حاصل ہوئی ہے یہ برکت نعت پاک سے
اکبر ترا ہی شاہ سخن نام ہوگیا

یہ کسکو دیکھتے ہی اُڑے ہوش نقش پا
حیرت مین ہین جو جادۂ خاموش نقش پا

جانے نہ غیر میرا نشان دیکھ کر وہان
رہتا جو کاش مجکو ذرا ہوش نقش پا

بیحس پڑے ہین خاک پہ ملنے کیواسطے
کیا درد دل کہین لب خاموش نقش پا

عزت ہے خاکسارونکی مجہہ خاکسار سے
ہے میری خاک زینت آغوش نقش پا

افتادگان خاک کا دشمن ہے اک جہان
باد صبا مروڑتی ہے گوش نقش پا

یہ رشک آہ خاک مین ہمکو ملائے گا
اون کا قدم ہو اور ہو آغوش نقش پا

اہل نشان کو جھیلنی پڑتی ہین سختیان — جز تہو کرون کے کیا ہے خور و نوش نقش پا
اے چرخ بدشعار بس اب روک آندھیان — مٹی مین مل چکا ہے تن و توش نقش پا

بربادیون کا حضرت اکبر کی ذکر کیا
مدت سے اُنکی خاک ہے ہمدوش نقش پا

تونے خنجر مری گردن پہ نہ پھیرا اچھا — اچھا اچھا ارے او جان کے لیوا اچھا
سیر اچھی ہے ہجوم اچھا ہے میلا اچھا — حق تو یہ ہے کہ ہے دنیا کا تماشا اچھا
درد جب اُٹھتا ہے تو مجکو بھی اُٹھا دیتا ہے — ناتوانی کے لئے ہے یہ سہارا اچھا
واہ کیا خوب مرے دل کی لگی ہے قیمت — کہتے ہین مفت اگر دو تو ہے سودا اچھا
ایک وہ لاکھون خریدار ہے نرخ نہ کیون — اور پھر نام خدا مال ہے کیسا اچھا
مول لو تم مرا دل کھوتے ہی دامونکو سہی — مجکو سو فائدون سے ہے یہ خسارا اچھا
چار دیوار چمن اپنے لئے زندان ہے — ہم سے دیوانون کو ہے باغ سے صحرا اچھا
روح سے بڑھکے ترا نیمچہ پیارا ہے مجھے — رگ جان سے تری تلوار کا ڈورا اچھا

شیخ ہو یا کوئی سید ہو کوئی ہو اکبر
خوش رہے جس سے خدا ہے وہی بندہ اچھا

اُس بت سفاک پر جبتک کہ دل آیا نہ تھا — چین سے اپنی گذرتی تھی کوئی کھٹکا نہ تھا
حال میرا سنکے کیون جامہ سے باہر ہو گئے — وہ تو قسمت کا گلہ تھا آپ کا شکوا نہ تھا
عرض مطلب پر بت کافر نے جھنجلا کر کہا — پھر نہ کہنا یہ کہ کلمہ تیرا گستاخانہ تھا

دیکھتا تھا جسکو میں پاتا تھا اپنا ہی رقیب
چلدئے مقتل سے مجکو نیم بسمل چھوڑ کر
میرے مرنے کی خبر سنکر کہا اس شوخ نے
دور کر سر اپنا زیر تیغ قاتل رکھدیا
باتوں باتوں میں مرے وعدہ کو ٹالا حشر تک
میری گردن پر چلا رک رک کے وقت ذبح بھی
دہانی جوڑا زیب قامت تہا دم گلگشت باغ

ایک عالم اُس پریوش پر کبھی دیوانہ تھا
یہ بھی تھی اُنکی ادا انداز معشوقانہ تھا
مر گیا اچھا ہوا وحشت زدہ دیوانہ تھا
یہ بھی اپنا ایک جوش ہمت مردانہ تھا
کون کہتا ہے کہ وہ جلتا ہوا پروانہ تھا
خنجر قاتل کا یہ انداز معشوقانہ تھا
ہر قدم پر احتمال لغزش مستانہ تھا

اک طرف تھے دیر میں مسجد میں شیخ و برہمن
اک طرف یہ حضرت **اکبر** تھے اور میخانہ تھا

حسن اپنا جو دکھاتا اُسے منظور ہوا
جلوۂ حسن محمدؐ نظر آیا گل میں
شمع انوار محمدؐ سے ہے روشن عالم
جب اوٹھا پردۂ پندار ہوا وصل الٰہ
تیرے جلوہ کا تحمّل ہے کسے اے محبوب
پرتو افگن ہے وہی نور ہر اک ذرے میں
نہ سہی وصل یہی ہجر ہے اب اپنا وصال
کیا کہیں وہ دل غم دوست ملا ہے ہمکو

پردۂ صورت انسان میں وہ مستور ہوا
جسطرف آنکھ اوٹھائی وہی منظور ہوا
جلوہ فرمائے سر طور یہی نور ہوا
اُس سے نزدیک ہوا آپ سے جب دور ہوا
جل کے خاک ایک جھلک میں جبل طور ہوا
لامکاں نور سے جس نور کے پرنور ہوا
وہی بہتر ہے جو کچھ آپ کو منظور ہوا
تادم مرگ بھی دم بھر کو نہ مسرور ہوا

کیسا محبوب ہے میرا نہین کھلتا اکبر
روشنی دل مین ہوا آنکھون مین وہ نور ہوا

کمی جو قاتل نے قتل مین کی تو مجھسے اس کا کلام ہوگا
رہا جو تسمہ بھی کوئی باقی تو پھر یہ جینا حرام ہوگا

وہان جو پہنچے جناب موسیٰ ہم اُنکی تہ کو نہ پہنچے ہین
یہ کہہ گئے ہین طور جسکو کبھی کسی مہ کا بام ہوگا

ہمارا جذب محبت اپنی کشش دکھائیگا شک نہین ہے
خدا نے چاہا تو دیکھ لینا وہ بت کسی روز رام ہوگا

عدم کا ہستی سے فاصلہ کیا بہت ہی چہوٹا سا یہ سفر ہے
ہم اسکا اندازہ کر چکے ہین یہ بعد بس ایک گام ہوگا

جماؤ میدان حشر مین ہے صفین کچھی ہین بندھے ہین
خبر لگی ہے جو عاشقون کو کہ آج دیدار عام ہوگا

وہ جلوہ گر آج تخت پر ہین نقاب رخ سے اٹھا ہوا ہے
اب آئین عشاق نذر لیکر قبول سبکا سلام ہوگا

کسی نے وعدہ کیا ہے شب کا یقین ہمکو بھی آگیا ہے
الٰہی کسوقت شام ہوگی الٰہی کب دن تمام ہوگا

خوشی ہین اپنے قتل کی ہے نہین ہے جینے کی اب تمنا
تمھین زمانہ کہیگا قاتل ہمارا جانباز نام ہوگا

جب آ کر اسکی گلی مین بیٹھے تو پھر ہی اٹھنا محال اکبر
یہین رہائی ہے ہمنے دہونی یہین ہمارا قیام ہوگا

بوئے طریق اہل عدم رسم و راہ کا
یہ لوگ وعدہ کرکے گئے تھے نباہ کا

ہم وہ جری ہین منہ پہ اُٹھاتے ہین زخم تیغ
ہے ناگوار داغ سپر کی پناہ کا

کسکے خدنگ ناز کی توڑ مین کمی
سینہ مین میرے شور ہے اک آہ آہ کا

جی مین ہے اسکو پہلو مین رکھون بجائے دل
ملجائے سنگ در جو تیری بارگاہ کا

کیا ہوگا دیکھ لوگے جو بسمل کو اک نظر
بھر جائیگا لہو سے نہ دامن نگاہ کا

مد نظر جو گوہر دندان یار ہین
لبریز موتیون سے ہے دامن نگاہ کا

اے مہر حسن تیری تجلی کہان نہین
ہر ذرہ اک جہان ہے اس جلوہ گاہ کا

اعجاز عیسوی ہو ترے لب کی ایک بات
جادو ہے شعبدہ تری چشم سیاہ کا

اکبر حجاب منزل مقصود ہو اگر
بدنام ہو کے نام مٹا عز و جاہ کا

میری کیفیت کا افسانہ ہے حال نقش پا
میری ہستی ہے زمانہ مین مثال نقش پا

مستعد ہے ہر قدم اسکے مٹانے کے لئے
آسمان کے دل مین ہو گرد ملال نقش پا

ہمکو ملتا ہے بھلا کب غیر کے گھر کا سراغ
وہ دم رفتار رکھتے ہین خیال نقش پا

ہر عبرت صاحب نام و نشان کیواسطے
سرمۂ چشم بصیرت ہے زوال نقش پا

بخت چمکا یا یہ کس خورشید رو کے پاؤن نے
طعنہ زن ہے ماہ تابان پر جمال نقش پا

صاحب نام و نشان مٹتے ہین اور انکے لئے
ہے زوال نقش پا ہر کمال نقش پا

بچکے چلتے ہین وہ میرے نقش پا سے راہ مین
ڈر یہ ہے باہم نہو جائے وصال نقش پا

ظاہری ترکیب پر اسکی نظر کرتے نہین
دیکھتے ہین دیکھنے والے وصال نقش پا

لذت افتادگی کا ہے نمک گم گشتگی
خاک مین ملجائیگی اکبر مثال نقش پا

نظارہ عبادت ہے رخ پاک علیؑ کا
یہ مصحف ناطق ہے رسول عربی کا

دو جسمون مین ایک روح نظر آتی ہے مجکو
نظارہ جو کرتا ہون نبیؐ اور علیؑ کا

اس روے کتابی کی صحیفین سے تشبیہ
واللہ کہ ان دونون مین کچھ فرق نہین ہے
پیمانۂ دل پر ہے مئی حب علی کرم سے
روشن ہوا اللہ کا گہر اس کی چمک سے
ایک مین ہی نہین شیفتہ عارض رنگین
رویا مین بہت باغ مین شمشاد سے ملکر
اندیشہ ہو کیا روز جزا کا مجھے اکبر

اے اہل حدیث ہمین گمان ہے غلطی کا
ہے ایک سا ہی حسن نبیؐ اور علی کرم کا
کچھ غم نہین محشر کی ہمین تشنہ لبی کا
کیا جلوہ ہے شمع رخ پر نور علیؑ کا
جبریلؑ بھی بلبل ہے گل روے علیؑ کا
تھا شیفتہ سرو چمن مطلبی کا
دامن ہے میرے ہاتھ مین احمدؐ کے وصی کا

سبق پڑھتا ہے گیسو مصحف رخسار جانانکا
مرا آب خجالت آتش دوزخ کو کافی ہے
قم عیسیٰ لب معجز نما کا ایک نکتہ ہے
جنون کے ہاتھ سے اب عزت دیوانگی میری
ڈبویا بیکسی نے بحر یاس و ناامیدی مین
یہی باقی رہا ہے اک رفیق درد تنہائی
تجھی کو دیکھکر بیخود ہوے تھے حضرت موسیٰ
تحیر خیز تھا جلوہ ترا اے مجمع خوبی

خدا کی شان کافر کو ہوا ہے عشق قرآن کا
مری تر دامنی عالم دکھائیگی زمستان کا
قیامت ایک فتنہ ہے کسیکی چشم فتان کا
کہ مجھسے نوک کی لیتا ہے ہر کانٹا بیابان کا
سفینہ تھا دل حسرت زدہ اندوہ حرمان کا
کہین اے ناامیدی خون ہوجاے نہ ارمان کا
وہ تو ہی تھا کہ جسنے طور پر پردہ سمجھا جہانکا
تجھے دیکھے بھلا یہ حوصلہ کیا جن و انسان کا

محمدؐ کی شفاعت حق کی رحمت کا بھروسہ ہے
مجھے اکبر نہین ہے خوف اصلا جرم و عصیان کا

عرصۂ حشر سے ہی طول ہے دفتر اپنا
یا خدا عرض کرون حال مین کیونکر اپنا

وہ کہے جاتے ہین بنتی ہی مین سنتا ہی نہین
تم تو کر شور یہ ہنگامۂ محشر اپنا

ان کے آنے سے ذرا پہلے تو سینہ مین تہا
کہو گیا اب نہین ملتا دل مضطر اپنا

ہاتھ رکھہ لینے دو سینہ پہ ٹھہر جاؤ ذرا
تم جو اُٹھے تڑپ اٹھا دل مضطر اپنا

مدت سے تہی اسی دنکی قیامت مشتاق
آج اندازہ دکہا دیجئے چلکر اپنا

اس سے ہوتی ہی نہین گردش ایام جدا
کیا کرون کس سے بدل لاؤن مقدر اپنا

مرگئے مٹ گئے برباد ہوے خاک ہوئے
نہ ہوا پر نہ ہوا ہائے وہ دلبر اپنا

اُسکے آئینہ مین وہ شوخ حسین مُنہ دیکھے
چشمۂ خضر مین منہ دہوئے سکندر اپنا

غیر کچھہ جانتا ہے سحر ضرور اے اکبر
دو ہی باتون مین اسے کر لیا کیونکر اپنا

کسقدر ثابت قدم اللہ اکبر مین رہا
اُف نہ کی جب سر جھکائے زیر خنجر مین رہا

اللہ اللہ راہ الفت مین یہ میرا جوش دل
ہر قدم پر چیختا جاتا تھا رہبر مین رہا

کسقدر حیرت فزا تہا جلوۂ برق جمال
صورت تصویر اُنکے آگے شب بہر مین رہا

ضعف اُٹھنےکی اجازت ہی نہین دیتا مجھے
ساتھ اُنکے تو چلی ایجان مضطر مین رہا

وائے ناکامی کہ وہ آئے بہی اور چل بہی دئے
خواب مین مصروف ہمراہ مقدر مین رہا

کس روش پر تہا خراب آباد عالم کیا بتاؤن
شبنم آسا گلشن دنیا مین دم بہر مین رہا

سختیان جہلین اُٹھائے رنج و غم صدمے سہے
گر رہا اسطرح دنیا مین تو بہتر مین رہا

راہ پر آیا نہ اکبر وہ بت عیار ہائے

عمر بہر اسکو پڑہا تا ڈیڑہ اینجہر مین رہا

قد موزون حضرت مین ہی جلوہ کس قیامت کا
ہوا ہے شور عالم مین بپا کسکی ملاحت کا
جگایا آپ کو روح الامین نے کیا شب اسری
تڑپ جاتا ہی دل پہلو مین یاد آتا ہی جب روضہ
ہر ایک کوچہ وہان کا غیرت وادی ایمن ہے
خیال روئے حضرت مین نہین کچہہ سوجتا ہمکو
خیال قامت حضرت نہین جاتا مرے دل سے
مدینہ مجہسے کیا چہوٹا کہ نقد ہوش کہو بیٹہا

فرشتون کو یہان دعوی نہین ہی استقامت کا
کہ قصہ بے نمک ہے یوسف مصری کی صورت کا
نصیبہ سوتے سوتے جاگ اٹہا اک رات کا
مدینہ کی جدائی سامنا ہے مجکو آفت کا
مدینہ مین ہے جلوہ ہر طرف شمع نبوت کا
جمال پاک نے آئینہ دکہلایا حیرت کا
رہا کرتاہے مجکو سامنا ہردم قیامت کا
ترقی پر ہے عالم ان دنون کچہہ اپنی وحشت کا

نہین کٹتی کسی پہلو شب ہجر نبی اکبر
دکہایا انتظار اس صبح نے صبح قیامت کا

دنیا دیکہی زمانہ دیکہا
مے بہی پی مے خانہ دیکہا
سب کچہہ دیکہا آنکہہ سے اپنی
دیکہا ترا جلوہ جہوش
کیسی کیسی صورتین دیکہین

تجہکو سب مین یگانہ دیکہا
ربط خم و پیمانہ دیکہا
تجہہ کو اگر جانا نہ دیکہا
ناز معشوقانہ دیکہا
دل کو آئینہ خانہ دیکہا

گردش چشم ستمگر دیکھی
پلٹا کھاتے زمانہ دیکھا

ساتھی ہم نے تجھ کو پایا
سب مطلب کا زمانہ دیکھا

حشر کے وعدہ پر ٹالا ہے
دام بازون کا بہانہ دیکھا

ہم نے چشم مست کا تیری
ایک عالم مستانہ دیکھا

دل کو جلنے سے آگ مین کودا
کیون سوز پروانہ دیکھا

کیا کیا عشق مین سختی جھیلی
اکبر کو مردانہ دیکھا

کیون انکھین نظر بنکے سمایا نہین جاتا
تم نور ہو اور آنکھون مین آیا نہین جاتا

غیرون سے تو کیا درد محبت کا بیان ہو
یہ حال تو اپنون کو سنایا نہین جاتا

صورت پہ گرا دل نے کہا دیکھ کے اُنکو
اس حسن کا انسان بنایا نہین جاتا

اللہ رے بیمار محبت کا ترے ضعف
اب ہوش مین بھی آپ سے آیا نہین جاتا

رخسار جو ہین سرخ تو رخ پر ہے پسینہ
رنگت کا بھی بوجھ اُن سے اٹھایا نہین جاتا

دم توڑتا ہو نہین تمھین جانے کی پڑی ہے
اسوقت تو یہ ناز اُٹھایا نہین جاتا

بت بنگئے ہم چل گیا جادو یہ بتون کا
بت خانہ سے اب کعبہ کو جایا نہین جاتا

اکبر چلو سر خنجر قاتل پہ چڑھا دین
اب ضعف سے یہ بار اٹھایا نہین جاتا

زلف کافر مین رہا چشم فسونگر مین رہا
ایک دل ناشاد لاکھون فتنہ و شر مین رہا

سینکڑون ہی اُس گل خوبی کے طالب ہو گئے
یہ نیا سودا مگر بازار محشر مین رہا

دل سے رخصت ہو گئے ہوش و خرد صبر و قرار
وہ ہوا ویران تیرا دھیان جس گھر مین رہا

تمکنت مین بانکپن سے اور زینت ہو گئی
ایک عالم یار کے برگشتہ تیور مین رہا

ہوش سب کے گردش چشم فسونگر نے اڑا دئے
باخبر کوئی بھی ساقی دور ساغر مین رہا

وہ ستمکش ہون کہ حال ضبط میرا دیکھ کر
مدتون حیرت سے چشم پیر چیکر مین رہا

پھر خدا ہی ہے نگہبان چرخ کی بنیاد کا
گر یہی طوفان کا عالم دیدہ تر مین رہا

جلوہ گاہ یار مین یہ مجمع عشاق ہے
حشر کے دن بھی یہی سودا مرے سر مین رہا

منتخب غیرون نے اچھے اچھے اختر کر لئے
یہ زحل منحوس اکبر کے مقدر مین رہا

رنگ اپنا نہ جماؤن پہ اثر کچھ نہ ہوا
خون رونے سے بھی اے دیدۂ تر کچھ نہ ہوا

روز ٹلجاتا ہے دیدار کا وعدہ کل پر
اب تک اُسکا اثر اے اہل خبر کچھ نہ ہوا

نہ سمجھتا تہا کہ مر جاؤنگا مین ہجر کی شب
حیف زندہ ہی رہا تا بہ سحر کچھ نہ ہوا

صلح کل والے ہی انسان کہے جاتے ہین
شر کیا جسنے کسی سے وہ بشر کچھ نہ ہوا

وار اُس تیغ ادا کا کبھی خالی نہ گیا
سنہ پہ لی ہمنے کئی بار سپر کچھ نہ ہوا

وصل کا خاتمہ صد شکر ہوا صلح کیساتھ
چین سے رات بسر ہو گئی شر کچھ نہ ہوا

وہی موتی ہے جو ہو صرف ترے زیور مین
جو نہ ان کانون تک آیا وہ گہر کچھ نہ ہوا

آنکھہ کی بند یہان اور وہان جا پہنچے — منزل ملک عدم کا تو سفر کچھہ نہ ہوا

کیا کہین زور نہ قسمت سے چلا اے اکبر
کوششین وصل کی لاکھون ہوئین پر کچھہ نہ ہوا

بوسہ لیتا ہے جام اس لب کا — اور مین تک رہا ہون منہ کب کا
تختۂ مشق وہ بنائین کسے — کوئی ملتا نہین ہے اس ڈھب کا
ہوتی جاتی ہے شہرت اُس بت کی — خاتمہ اب بخیر ہو سب کا
آپ تشریف لائے اچھے وقت — ورنہ ہو ہی چکا تھا مین کب کا
میکدہ مین یہ مستیان اے شیخ — خوف کر بندۂ خدا رب کا
ہوگیا خون آرزو افسوس، — کام نکلا نہ کوئی مطلب کا

آگے اکبر کے ناطقہ ہے بند
حضرت ناظم اور کوکب کا

آن تھی نور تھا تجلی تھی کہ جلوہ کیا تھا — یاد ہے طور کی اے حضرت موسیٰ کیا تھا
مجھپر اُس حسن کی بجلی نگری وائے نصیب — غیر ہی آپ کا ایک محو تجلی کیا تھا
تھی نہ غیرون سے جو منظور لگاوٹ تمکو — تمہین کہدو کہ پھران سے یہ اشارہ کیا تھا
اے جنون ضعف اگر مجھکو نہ مانع ہوتا — آگے وحشت کے مری دامن صحرا کیا تھا
اے فلک داغ عزیزان جو دکھایا تونے — کم مرے واسطے یہ داغ احبا کیا تھا
سرو جنت تھا کہ طوبائے بہشت امید — قمریو پوچھہ تو کہو وہ قد رعنا کیا تھا

بیٹھے جایئے گا رات بہت باقی ہے — اور اگر ایسی ہی عجلت ہے تو آنا کیا تھا
لے گیا آپ اسے ناقۂ لیلیٰ تا قیس — دیکھ لیجیے کہ محبت کا تقاضا کیا تھا

کوئے جانانہ سے کیون دشت کو جاتا اکبر
مین بہی مجنون کی طرح عاشق لیلیٰ کیا تھا

فلک تیرا چکر ہے کس کام کا — یہ ناز اے ستمگر ہے کس کام کا
مری مشکل آسان نہ جب کر سکا — تو پہر تیرا خنجر ہے کس کام کا
نہ ہو جس مین سودا ترے عشق کا — تو اے شوخ وہ سر ہے کس کام کا
بہوچکر بہٹک جائے منزل پہ جو — وہ اے خضر رہبر ہے کس کام کا
جو آب بقا سے بہی تشنہ کام — تو بخت سکندر ہے کس کام کا
صنوبر سے اچہا ہے قامت ترا — مگر پہر صنوبر ہے کس کام کا
مرے نامۂ شوق کو دیکھ کر — وہ بولے یہ دفتر ہے کس کام کا
اگر تم وہان بہی نہ مجھ کو ملے — تو پہر روز محشر ہے کس کام کا

نہین آب و دانہ تمہارا وہان
اب اکبر وہ شہر ہے کس کام کا

اگر مین وصف لکہون زلف مشکین ہمبر کا — دوات اپنی ابہی بنجائے نافہ مشک اذفر کا
کمی سی کچہ ہمارے آنسوؤن مین پائی جاتی ہے — ہمین رونا پڑا ہے آبروئے دیدۂ تر کا
تصور تیرے خال و خط کا آٹہون پہر دل مین — ستارہ آج کل ہے اوج پر اپنے مقدر کا

حسین تشنہ لب کی یاد مین آنسو ٹپکتے ہین
جھلکتا ہے مری آنکھونسے پانی حوض کوثر کا

کہان یہ نور چشم ظاہری مین جو اُسے دیکھے
فروغ دیدۂ معنی ہے سایہ جسم اطہر کا

تری شیرین بیانی کا مزا لکنت سے دونا ہے
کہ ہر ہر لفظ مین ہے ذائقہ قند مکرر کا

فقیر بینوا ہون دین و ایمان نذر کرتا ہون
اگر ہو جائے ساقی حکم مجکو ایک ساغر کا

فروغ اسکو ترے رخ کے مقابل ہو یہ ممکن ہے
رہے گا سرد بازار آفتاب روز محشر کا

ہمین معلوم ہوتا ہے کہ قسمت راہ پر آئی
پتہ وہ پوچھتے تھے آج اے اکبر ترے گھر کا

کیا کہین کسکی ہمین یاد دلاتی ہے گھٹا
اک بلا آتی ہے فرقت مین جب آتی ہے گھٹا

تم نہو پاس تو ہر کس کو خوش آتی ہے گھٹا
کھائے جاتی ہے جو بجلی تو ڈراتی ہے گھٹا

کس آفت زدہ بیکس پہ چڑھائی ہے حضور
ہائے کیا کیا مجھے دیوانہ بناتی ہے گھٹا

کبھی دل تھام کے اُٹھتا ہون کبھی گرتا ہون
توپخانہ لئے ہمراہ جو آتی ہے گھٹا

ہائے ہوتا ہے جو آغوش تمنا خالی
آٹھ آنسو شب فرقت مین رلاتی ہے گھٹا

کوئے قاتل مین برسنے کیلئے جاتی ہے
کسکے رخسار کا پردہ یہ اُٹھاتی ہے گھٹا

آج جی بھر کے پلا دے مئے گلگون ساقی
وہ پہاڑون مین گرجتی ہوئی آتی ہے گھٹا

یان تو ہے ہجر کے داغون سے ہویدا رشک چمن
مژدہ موسم گل کسکو سناتی ہے گھٹا

اس سیاہی مین یہ کیا چیز چمک جاتی ہے
کسکے رخسار کا پردہ یہ اُٹھاتی ہے گھٹا

تیری فریاد خدا سے یہ کرے گی جا کر
جانب قبلہ جو روتی ہوئی جاتی ہے گھٹا

وہ نہیں ہیں پاس اکبر تو بقول اُستاد داغ
ہمکو تڑپاتی ہے بجلی اور رلاتی ہے گھٹا

ہند سے ہم کو نکال اور مدینہ دکھلا
یا خدا کعبۂ مقصود ہمارا دکھلا

یا خدا جلد جمالِ شہ لطحا دکھلا
ڈھونڈھتی ہے جسے یہ آنکھ وہ جلوہ دکھلا

عمر آخر ہوئی مرنے کے قریب آئے دن
یا خدا اب تو مجھے جلد مدینہ دکھلا

سرکشی سرو کی مجھ سے نہیں دیکھی جاتی
باغ میں چلکے تو اپنا قد رعنا دکھلا

ہو کبھی تو شب تاریک مری نورانی
ایک دن تو مجھے وہ چاند سا مکھڑا دکھلا

مار ڈالا ہے مجھے آنکھونکے جادو نے ترے
آج عیسیٰ نفسی اپنی مسیحا دکھلا

حسن پر اپنے بڑا حور ارم کو ہے ناز
اے صنم بہر خدا اپنا سراپا دکھلا

مرقدِ پاک شہنشاہِ حسینؑ ابن علی کرم
انہیں آنکھوں سے مجھے اے میرے مولا دکھلا

آرزو ہے نجف اشرف کی بہت اکبر کو
یا الٰہی اسے اب جلد وہ روضہ دکھلا

سر جھکا ہے اسکے آگے ہر جوان و پیر کا
واہ کیا اقبال ہے قاتل تری شمشیر کا

کیا فرشتو نہیں کوئی فرہاد کا تھا ہم خیال
کہکشان پر جو عیان عالم ہے جوئی شیر کا

بسکہ خوفِ سخت جانی ہائے بسمل ہو گئے
سینۂ شمشیر میں دم بند ہے شمشیر کا

موت نے بخشا ہے کیا انعام شاہانہ مجھے
ہے عدم آباد اک ٹکڑا مری جاگیر کا

میں جبین سائی کیا کرتا ہوں تابوت کے پاؤں پر
ہائے مٹجاتا اگر لکھا ہوا تقدیر کا

مین ہوا جوشِ جنون مین اسقدر گرم فغان — حلقہ حلقہ گل گیا ہے پاؤن کی زنجیر کا
جان بلب ہون آیئے صورت دکھا دیجیے مجھے — مہربان یہ کون موقعہ ہے بہلاتا خیر کا
سیدہا آیا اور مرے دل مین نشانہ ہو گیا — اے قدر انداز کیا کہنا ہے تیرے تیر کا

ہے یہی بہتر کہ اب اکبر کو چپ رہنے ہی دو
دیکھو دیکھو منہ نہ کھلواؤ کسی دل گیر کا

جلوہ گر دلمین نہین ہے وہ رخ پر نور کیا — حضرت موسیٰؑ چلے ہین آج سوئے دار کیا
منعمو اس مال دولت پر ہو تم مغرور کیا — لیگئے ساتھ اپنے مر کر قیصر و فغفور کیا
پھر مزا دینے لگی ہے لذتِ دردِ جگر — چھل گیا ہے پھر ہمارے زخم کا انگور کیا
ہے چراغ خانہ مرقد ہر اک داغِ جگر — اُن سے بڑھکر روشنی مین ہوگی شمع طور کیا
یہ جگہ وہ ہے فرشتونکے جہان جلتے ہین پر — غیر کوے یار مین رکھے قدم مقدور کیا
صورتِ موسیٰؑ عمران ایک عالم غش مین ہے — اُٹھہ گیا رخ سے نقاب عارض پُرنور کیا
آجتک نرگس ہے سرشارِ شراب بیخودی — دیکھ لی ہے اس نے تیری نرگس مخمور کیا
ہے عبث لوگونکو فکرِ زادِ راہِ آخرت — دو قدم کی راہ ہے ملک عدم ہے دور کیا

اپنے ہی دل پر نہین ہے اسکو اکبر اختیار
اور بڑھکر اس سے ہوگا آدمی مجبور کیا

دلمین وہ بحرِ لطافت جلوہ فرما ہو گیا — بند کس خوبی سے اس کوزے مین دریا ہو گیا
جب ملا بندہ خدا سے کیا کہون کیا ہو گیا — قطرہ دریا مین پہنچکر عین دریا ہو گیا

ندیاں ایسی مرے اشک ندامت سے بہین ۔۔۔ عرصۂ محشر مین ایک طوفان برپا ہو گیا

بعد غسل اب جامہ تو اقربا پہنائین گے ۔۔۔ رخت ہستی تیرا دنیا مین پرانا ہو گیا

دستگر ہو گیا تیرا قتیل ناز سرد ۔۔۔ لے کلیجہ تیرا قاتل اب تو ٹھنڈا ہو گیا

دونون عالم کے تماشے اسمین آتے ہین نظر ۔۔۔ جامِ جم ہے دل کسی کا گر مصفا ہو گیا

کہتے ہین کیا منہ لگا کر نقطہ موہوم سے ۔۔۔ کھل گیا عقدہ دہن کا تو جو گویا ہو گیا

کل شیٔ یرجع کے کھل گئے معنی مجھے ۔۔۔ مین مسافر جس گھڑی ملک بقا کا ہو گیا

جب پڑی اکبرؔ نظر اپنی جمالِ یار پر
دیدۂ مشتاق اپنا چشمِ موسیٰ ہو گیا

ردیف ب

مرحبا صلِ علیٰ عزت و شان محبوب ۔۔۔ بن گیا عرش معلیٰ یہ مکانِ محبوب

کہین طٰہٰ کہین یٰسین کہین مزمل ۔۔۔ خوب قرآن مین لکھے نام و نشانِ محبوب

پاس بلوا کے دو عالم کا بنایا مختار ۔۔۔ ذاتِ باری ہے فقط مردانِ محبوب

آئیگی قبر سے بھی ہائے محمدؐ کی صدا ۔۔۔ لیکے چلے قبر مین ہم دردِ نہانِ محبوب

اس لئے ملتی ہے دربار خدا مین کرسی ۔۔۔ کہ بڑی فرش معلیٰ سے ہی شانِ محبوب

شغل اللہ مین تھی رغبت اصحابؓ کو بس ۔۔۔ دلکش عشق تھے اعجاز بیانِ محبوب

نہ رہی دہشت تاریکی مدفن اکبرؔ ۔۔۔ ہو گا مدفن یہ مرا داغ نہانِ محبوب

ہے ہماری روح شبنم روے دلبر آفتاب
کھینچ لیگا اسکو جب نکلا چمک کر آفتاب

آپ کا یہ نقش پا کردے نہ محشر کو بپا
اسکو دیکھا اور اُتر آیا زمین پر آفتاب

ہے کسی پردہ نشین کی بیشک اسکو جستجو
کچھہ تو باعث ہی جو یہان پھرتا ہی گھر گھر آفتاب

جلوہ گاہ یار کا عالم نظر آیا کچھہ اور
کھو گیا ہے ملکے ذرون مین یہانپر آفتاب

میرا داغ ہجر بھی تو ہوگا آخر میرے ساتھ
دیکھنا ہے حشر مین نکلیگا کیونکر آفتاب

نقش پا نے آپکے دونون کو بیخود کردیا
ماہ تو گردش مین ہے کہاتا ہی چکر آفتاب

یہ تری خاک قدم کا ذرہ ہے معلوم ہے
ہوگیا چرخ چہارم پر پہنچکر آفتاب

حسن کی گرمی بڑہی رخ پر جوانی کی ہی دہوپ
دن چڑہا آئیگا ہے منہ کے اوپر آفتاب

یہ ہے شان بوترابی یہ ہے فیض لم یزل
کر دیا ہے جسنے ہر ذرہ کو اکبر آفتاب

ردیف پ

ہونگے آگاہ جو اس عشق کے انجام سے آپ
پھر کہینگے نہ کبھی عاشق ناکام سے آپ

مین وہ میکش ہون جو میخانہ مین رکھتا ہون قدم
جوش مین آکے اُبل پڑتی ہی مے جام سے آپ

ہو سکا ضبط نہ آخر نکل آئے آنسو
یہ مے عشق چھلکنے لگی اس جام سے آپ

مجھے اُمید نہین مطلب دل بر آئے
عشق کر بیٹھے ہین اچھے بت خودکام سے آپ

غیر بدکار سے بھی کیجیے ترک صحبت
نہین ملتے ہین اگر عاشق بدنام سے آپ

غیر کے ساتھ کیا عزم گلستان کیا خوب — اچھے خاصے تو ابھی بیٹھے تھے آرام سے آپ
پوچھئے پہلے نزاکت سے وہ کیا کہتی ہے — چل سکینگے نہ زیادہ کبھی دو گام سے آپ
آئینہ دیکھئے اور اس کا نظارا کیجئے — دل کو بہلائیے اپنے رخ گلفام سے آپ

مر کے بھی ہوگی غم دل سے نہ فرصت اکبر
سونے پائینگے لحد مین بھی نہ آرام سے آپ

ردیف ت

کیون نہ معراج مین ہو دھوم بڑی آجکی رات — بٹنے ضرور رحمت حق لوٹ پڑی آجکی رات
آپکے پاے مبارک نے وہ زینت بخشی — کہکشان بنگئی موتی کی لڑی آجکی رات
بھیجتے ہین گل رخسار محمد پہ درود — پتیان ٹہنیان بیل بوٹی جھڑی آجکی رات
حق نے فرمایا کہ آعرش پہ اے ختم رسل — کہ زیارت کی تمنا ہے بڑی آج کی رات
دوش پر برد یمین سر پہ عمامہ عربی — ہاتھ مین لیجیے ہونکی چھڑی آجکی رات
بولے حضرت کہ روا کب ہے جو مین سیر کرون — مجھکو امت کی ہے تشویش بڑی آجکی رات
پر ندا آئی کہ بخشا تری امت کو حبیب — اچھا خوش ہو گئے ہے نیک گھڑی آجکی رات
حورین مشتاق ہین جنت مین تری اے محبوب — سیر کر خلد کی دو چار گھڑی آجکی رات

ہاے اکبر ہے گنہگارون کا کس درجہ خیال
عیش مین بھی نہین امت کی پڑی آجکی رات

کس لئے خوب منائین نہ خوشی آجکی رات
رونق افروز ہین محفل مین نبی آجکی رات

اُس شہنشاہ دو عالم کی سلامی کے لئے
کیون نہ حاضر ہون ہر اک جن و پری آجکی رات

گفتگو تھی شب معراج فرشتون مین یہی
دیکھ لو چلکے جمالِ نبوی آجکی رات

ساتھ جبریلؑ تھے اور گرد فرشتون کا ہجوم
آئے کس شان سے جنت مین نبی آجکی رات

ظلمت کفر ہوئی دور سیاہی کافور
جبکہ پیدا ہوئے شاہِ عربی آجکی رات

جلد اب شربت دیدار پلادو مجھ کو
سخت بیچین ہون اے میرے نبی آجکی رات

دونون عالم مین بھروسہ ہی تمہارا ہی نبیؐ
لیجئے جلد خبر میری نبیؐ آج کی رات

اے شہ جن و بشر شافع روز محشر
اب دکھاؤ تو ذرا بے جگری آجکی رات

کیا بلا تھی شب ہجران کی سیاہی اکبر
یاد مین کاکلِ شبگون کے کٹی آجکی رات

اللہ رے فیض شکل عدیم المثال دوست
دیکھا جدھر ہمین نظر آیا جمالِ دوست

مین مانگتا ہون سجدہ مین معراجکی دعا
کس روز دیکھئے ہو یہ سر پائمال دوست

بیگانہ یگانہ کی تمیز اب نہین
دیکھا جسے اُسی پہ ہوا احتمالِ دوست

ایذا کبھی کسی کی نہین ہے مجھے پسند
دشمن نہ مجھسے جھک کے ملے کیون مثال دوست

ہستی کی شکل آین نظر آگئی ہمین
آئینہ ہو گیا ہے ہمارا جمال دوست

جب یہ اُٹھے یہان سے تو ہو غیر کا گذر
دل مین بسا ہوا ہے ہمارے خیال دوست

روز ازل ہے اے اکبر یہ گھر پسند
میرے مکان دل کا مکین ہی خیال دوست

ردیف ثے

صلح کے بعد ہے رنجش کا پھر اظہار عبث
وصل کی ٹھر گئی جب تو ہے تکرار عبث

سرد ہے گرمی بازار جناب یوسف
بے نقاب آپ ہوئے عازم بازار عبث

آنکھین کھلجاتین جو کرتے ترا نظارہ ذرا
فخر کی لیتے ہین یوسف کے خریدار عبث

دیکھکر نبض مری حضرت عیسیٰ نے کہا
مجھ سے خواہان شفا ہے یہ بیمار عبث

کیا اُنھین بھول گئی نکتہ نوازی اُسکی
نام دوزخ سے لرزتے ہین گنہگار عبث

دیکھیے پھر نہ ملے گا کوئی ایسا خادم
مجھ سے بیزار رہا کرتے ہین سرکار عبث

منزل اُس ماہ کی کچھ نقطۂ موہوم نہین
چرخ گردش مین ہے کیون صورت پرکار عبث

کعبہ جاتا ہے کوئی کوئی کلیسہ کی طرف
پڑے پھرتے ہین یونہی کافر و دیندار عبث

میرے قبضہ مین ہے شمشیر ید اللہ اکبر
مجھ سے اعدا ہون آمادۂ پیکار عبث

ردیف جیم

وقف در محبوب ہوئی اپنی جبین آج
ہمسر نہین میرا کوئی بالائے زمین آج

بے پردہ ہوا کو نسا خورشید جبین آج
آتی ہے نظر چرخ چہارم جو زمین آج

لکھنی ہے مجھے منقبتِ سرورِ دین آج — ہے عرشِ معلی مرے شعرون کی زمین آج
آتے ہین نظر نوحؑ کے طوفان کے آثار — ہے ذکر مرے رونے کا دنیا مین کہین آج
کوٹھے پہ چلو سیرِ شبِ ماہ کا ہے لطف — ہے شام سے مشتاقِ لقا ماہِ مبین آج
کسکے گلِ عارض کی صفت نظم ہوئی ہے — پھولون سے بسی ہے مرے شعرون کی زمین آج
سکہ مرا اقلیمِ معانی مین روان ہے — ہے سلطنتِ شعر و سخن زیرِ نگین آج
سورج مین گہن ہے تو کلف ماہِ مبین مین — بے عیب نہین تجسا زمانہ مین حسین آج

ہے عرش پہ اکبر غلبہ فرشِ زمین کو
اس دہر مین آئے قدم سرورِ دین آج

ہے دلمین مرے کاوشِ مژگان کا اثر آج — ہر سانس مین آتا ہے مرے منہ کو جگر آج
یہ ولولہ پورا نہین کل نہ رہین گے — ارمان بھری آہ مین آئے تو اثر آج
بیدار ہو قسمت مری ارمان بر آئین — وہ آکے جگائین جو مجھے وقتِ سحر آج
عنقا کا مجھے چاہیے پر موئے قلم کو — نازک ہے جو لکھتا ہون مضمونِ کمر آج
ان نیچی نگاہون سے جگر کسکا ہدف ہو — یہ تیر زمین دوز گذرتے ہین کدھر آج
اے شوق مبارک ہو فراقِ سروگردن — ہوتی ہے وہان زیب کمر تیغِ دو سر آج
نازل کوئی پھر ہو گی بلا جانِ حزین پر — لٹکی ہے وہان زلفِ رسا تا بہ کمر آج
کس شاہ کی آمد ہے جو اسطرح کھڑے ہین — صف باندھے ہوئے حور و ملک جن و بشر آج

محبوب چلا عرش پہ جب دم شب معراج — تھے نور علی نور دو عالم شب معراج

خورشید درخشان تھا ہر ایک ذرہ کمتر — گوہر تھا ہر ایک قطرۂ شبنم شب معراج

زیور سے تھا آراستہ کیا مرکب مولا — چلتا تھا عجب ناز سے جھم جھم شب معراج

اللہ رے رفتار براق شہ کونین — طے کر گیا اک دم مین دو عالم شب معراج

ملتے چلے جاتے تھے علی قدر مراتب — یوسفؑ کہین یونسؑ کہین آدمؑ شب معراج

اس بزم مقدس مین بجز طالب و مطلوب — تھا کوئی انیس اور نہ محرم شب معراج

ہر ایک محل پر تھا سر بخشش اُمت — اُس عیش مین بھی یاد رہے ہم شب معراج

پہنچا جو سر عرش تو یہ حق سے ندا تھی — آ میرے حبیب آ میرے ہمدم شب معراج

کیا حال عروج شہ والا کہون اکبر
تھی دہوم سر عرش معظم شب معراج

کہتا ہے یہ کون آپ تھے تنہا شب معراج — ہمراہ تھی اُمت کی تمنا شب معراج

کچھ فرق نہ تھا طالب و مطلوب مین باقی — تھا ایک ہی سا دونون کا نقشہ شب معراج

موسیٰ کیطرح اہل فلک غش مین پڑے تھے — وہ عارض پرنور جو چمکا شب معراج

مخفی نہ رہا آپ سے اک ذرہ بھی اُسدن — اللہ نے کیا کیا نہ دکھایا شب معراج

اُس روز فرشتون کو کھلے جوہر آدمؑ — اس شان سے جب آپکو دیکھا شب معراج

کیا میل تماشے کیطرف کرتین وہ آنکھین — منظور نظر او ہی کچھ تھا شب معراج

ہر سمت تھا انوار انا اللہ کا جلوہ — لاغیر کا روشن تھا ستارہ شب معراج

جب اُس گل نیرنگ کی نیرنگیاں دیکھین — جبریلؑ بنا بلبلِ شیدا شب معراج

کونین مین تھا کوئی نظیر اس کا نہ اکبر
بے مثل تھا وہ دلبر یکتا شب معراج

ردیف چ

حسن کا طالب اگر ہے عشق کے آزار کھینچ — صدمۂ ہجر مسیحا اے دلِ بیمار کھینچ

عاشق روئے بتان کو نکہتِ گل سے غرض — ہو سکے تو اے صبا عطرِ گلِ رخسار کھینچ

اے میری تقدیر اب لیچل مدینہ کیطرف — جذبۂ دل جانبِ بطحا مجھے اکبار کھینچ

حورین لیجائینگی پیراہن بسانے کے لئے — عطر خاکِ پاکِ طیبہ کا تو اے عطار کھینچ

اے زلیخا ہے یہ آدابِ محبت سے بعید — شہر کنعان سے نہ یوسفؑ کو سوئے بازار کھینچ

ہم سے دیوانوں کی ہے جاگیر غربت دشت مین — اے جنون مجنون ہی کو تا دامن کہسار کھینچ

صورت تصویر حیران ہو گیا ہے آپ وہ — کیا کھون مانی سے مین تصویر روئے یار کھینچ

ہے جوارِ حضرت محبوبؐ حق اکبر کی جا
جانبِ جنت نہ اے رضوان لے زنہار کھینچ

ردیف ح

ہزار عشق محمدؐ نے باغبان کی طرح — کھلائے داغ مرے دل مین گلستان کیطرح

ہیں سربلند وہی شہ کے آستان کیطرح / جو بوسے دیتے ہیں جھک جھک کے آسمان کیطرح

شفیع حشر رسول کریم ختم رسل / نہ تھا نہ ہے نہ کوئی ہوشہ زمان کیطرح

براق آپ کا اک آن میں شب معراج / گیا دعا کی روش آگیا گمان کیطرح

تھے طرحدار سبھی انبیا خدا کے مگر / پسند آئی شہنشاہ انس و جان کیطرح

ہوئے ہیں جب سے یہ صورت پذیر کون و مکان / ہوا ہے کون شہنشان کن فکان کی طرح

ترے عذار میں ہے نور قدس کا انداز / ترے مزار میں ہے گلشن جنان کی طرح

ہے سوز عشق نبی سے یہ طبع اکبر گرم / کہ پھول جھڑتے ہیں خامہ سے گلستان کی طرح

ردیف خ

عطر بوئے مصطفےٰ ہر گل پہ مہکا شاخ شاخ / پڑھ رہی ہیں بلبلیں احمد کا کلمہ شاخ شاخ

پھوٹتی کلیاں ہیں پڑھکر قل ہو اللہ احد / بجرہا ہے باغ میں وحدت کا ڈنکا شاخ شاخ

بس گئی بوئے محمد چار سو گلزار میں / نور احمد غنچہ و گل بنکے پھوٹا شاخ شاخ

چشم حق بین ہو تو دیکھو بن گئی ہر باغ میں / نور ذکر پنجتن سے پنج شاخہ شاخ شاخ

جا بجا شمشاد اوٹھے ہیں سرو قد تعظیم کو / ذکر میلاد نبی کرتی ہے گویا شاخ شاخ

تیرا قائل بوٹا بوٹا تجھپہ مائل پھول پھول / تیرا عاشق پتہ پتہ تیری شیدا شاخ شاخ

باغ میں ذکر جمال احمدی سے ہے نہال / خوشہ خوشہ غنچہ غنچہ پتہ پتہ شاخ شاخ

کیون نہو شادی ہی ہر اک نخل گلشن باغ باغ / بس گیا ہر گل مین غریب کا رنگیلا شاخ شاخ
تو بھی پڑہ اکبر کہ ہے چارو نطرف اس باغ مین / غل لگ حمداً کثیراً طیباً کا شاخ شاخ

ردیف دال

منظور ہوا حق کو جو اظہار محمدؐ / چمکا دے ہر ذرے مین انوار محمدؐ
یہ حلق ہو اور خنجر ابروے نبیؐ ہو / یہ آنکھین ہون اور جلوۂ رخسار محمدؐ
مصری سے جو میٹھا ہو وہی نام مبارک / ہے قند مکرر مجھے تکرار محمدؐ
صحت مری اے حضرت عیسیٰؑ جو ہو منظور / دکھلا دو مجھے نرگس بیمار محمدؐ
موسیٰ کو نظر آتا تھا جو طور پہ جلوہ / تھا پرتو آئینۂ رخسار محمدؐ
ڈر حشر کا ہرگز نہین عشاق نبیؐ کو / آزاد ہے دوزخ سے گرفتار محمدؐ
ہر وقت او ہر چشم عنایت کی نظر ہے / گو خواب مین ہین دیدۂ بیدار محمدؐ
بیشک وہ حسین ہی تھے بحر جہان مین / بے مثل تھے دونون در شہوار محمدؐ

آباد رہے آگرہ تا حشر الٰہی / اکبر ہین یہان جلوہ گر انوار محمدؐ

پاک بے ہمتا ہے تیری ذات اللہ الصمد / آبرو میری ہے تیرے ہاتھ اللہ الصمد
پیارے پیارے نام ہین قربان ان نامون کے ہم / ذوالجلال و قاضی الحاجات اللہ الصمد

ہے گلستان جہان مین تیری صنعت کے گواہ | تیری رنگا رنگ مخلوقات اللہ الصمد

ذکر الا اللہ الا اللہ ہے ورد زبان | دل مین اللہ ہو کے ہین حالات اللہ الصمد

شان تیری دیکھہ کر ہر شے مین ہے تکیہ کلام | بات اللہ غنی نغمات اللہ الصمد

سینکڑون پتلے بنائے اور ملائے خاک مین | ہائے تو اور تیری مصنوعات اللہ الصمد

لکھہ کے لایا ہے تری درگاہ مین حمد وثنا
ہون قبول اکبر کی تصنیفات اللہ الصمد

قل ہو اللہ احد کے ساتھہ اللہ الصمد | پڑھ رہی ہے ساری مخلوقات اللہ الصمد

اس لیے آئینۂ بینش دیا ہے آنکھہ کو | تا کہ دیکھے رنگ مصنوعات اللہ الصمد

آشکارا ہے تری توحید ہر انگشت سے | مظہر وحدت ہین دونون ہاتھہ اللہ الصمد

اور اعضا کا کیا ہے سر کو افسر اسلیئے | تا کہ سجدہ مین رہے دن رات اللہ الصمد

لذت گویائی بخشی ہے زبان کو اس لیے | تا ہو محو شکر انعامات اللہ الصمد

بیل بوٹا پھول پھل جن و بشر وحش و طیور | سب مین ہین صنعت کی تصویرات اللہ الصمد

آرزو ہے جبکہ ہو اکبر کا وقت جانکنی | لب پہ ہو یا قاضی الحاجات اللہ الصمد

ردیف ذال

ایجان شک نہین کہ ہے سبکو وفا لذیذ | مجھکو وفا سے بڑھکے ہے تیری جفا لذیذ

جو اہلِ درد ہین اونہین کیا حاجتِ شراب
ہے اپنا خونِ دل اونہین اس سے سوا لذیذ

اب تلخیِ فراق بھی دینے لگی مزا
قندِ وصال سے ہی یہ کڑوی دوا لذیذ

کیا لطف دیتی ہے نوکِ مژہ کی یہ چھیڑ
ہین کیا کہون کہ ہے یہ خلش دلکو کیا لذیذ

دل جل رہا ہے اور مزے لے رہے ہین ہم
ہے یہ کباب سوختہ بیشک بڑا لذیذ

شوربا یہ فراق مرے اشک گرم ہین
ہین شربتِ وصال سے اب یہ سوا لذیذ

غم اتنا کھا لیا ہے کہ یہ بن گیا مزاج
ہے اب تو سب سے بڑھ کے اسی کا مزا لذیذ

شیرین یہ نامِ یار ہے لب بند ہو گئے
کہتی ہے میری روح کہ ہو یہ غذا لذیذ

اکبر جمالِ یار نے کی نزع مین مدد
مرنے کے وقت ہم کو یہ شربت ملا لذیذ

ردیف ر

دنگ ہین قدسی تری محفل کا سامان دیکھکر
تنگ ہین غنچے ترا حسنِ فراوان دیکھکر

فرش پر یاربّ ہبلی اُمتی کہتے ہین وہ
عرش سے لاتقنطوا کہتا ہے رحمان دیکھکر

مژدہ باد اے دل کہ آتی ہے نسیمِ مغفرت
ہنس پڑی رحمت مجھے خجلت سے گریان دیکھکر

رہ گئی حیران سوسن لیتے ہی وہ نامِ پاک
کھل گئین نرگس کی آنکھین حسنِ جانان دیکھکر

پوچھا اک بلبل سے اے ناشاد کیون روتی ہی تو
بولی وہ انجام گلہائے گلستان دیکھکر

بحر و بر جن و بشر حور و ملک ارض و سما
روتے ہین ہجر میتی خون شہیدان دیکھکر

تیری بے پروائی تیری بے نیازی کہگئی — گل کو خندان دیکھکر بلبل کو نالان دیکھکر

وصف گل کرتی ہین وہ یہ وصف احمدؐ اسلئے
بلبلین ہین دنگ اکبر کو غزل خوان دیکھکر

ردیف زے

ہے بہار باغ دنیا چند روز — دیکھ لو اس کا تماشا چند روز
اے مسافر کوچ کا سامان کر — اس سرا مین ہے بسیرا چند روز
دفن کرکے قبر مین بولی قضا — اب یہان تم سوتے رہنا چند روز
ہے نمایش اس جہان کی اسطرح — جیسے نوچندی کا میلہ چند روز
غافلو یاد الہی چاہیئے — ہے بکھیڑا زندگی کا چند روز
کیون ستاتے ہو کسی بیجرم کو — ظالمون یہ ہے زمانہ چند روز
کے رہا کچھ روز یا جم کوئی دن — کچھ دنون شداد کسری چند روز
پھر کہان اکبر کہان تم دوستو — ہے یہ دنیا کا تماشا چند روز

ردیف سین

یون خوبرو ہین میرے گل تر کے آس پاس — جیسے ستارے ہون مہ انور کے آس پاس

بیتاب ہوہی ہی شہادت کے شوق مین
ہے میری روح یار کے خنجر کے آس پاس

گھیرے ہے ہر طرف سے مجھے یاد روے یار
سو آیئنے ہین ایک سکندر کے آس پاس

دیکھون بچے ان آنکھون سے کس طرح دل مرا
دو باز ہین اس ایک کبوتر کے آس پاس

لشکر سا حسرتون کا ہے چارون طرف پڑا
ہے اژدہام قبر سکندر کے آس پاس

اکبر رہین رقیب نہ کیون اس حسین کیساتھ
ہر شاخ مین ہین خار گل تر کے آس پاس

ردیف شین

نہ کیون ہم کو کل عالم فراموش
نہین ہوتا ہے تو اکدم فراموش

کسی کی آنکھ نے ہے دھو دیا سب
ہے اب وہ عمر بھر کا غم فراموش

تری محفل مین ڈھونڈین گے پھر آکر
یہان دل کر چکے ہین ہم فراموش

دیا ساقی نے جب سے ہم کو ساغر
اُسی دن سے ہے جام جم فراموش

وہ مانگا کرتے ہین اکثر دل آکر
بدین اب اُن سے ایکدن ہم فراموش

ہمیشہ خوش رہا ہین للہ الحمد
مجھے کہتے ہین اکبر غم فراموش

ردیف صاد

لئے پھرتی ہے مجھ کو جا بجا حرص
ہوئی ہے کس بلا کی اے خدا حرص

بنایا ہے تمہیں محبوب حق نے
کرینگے کیا تمہاری انبیا حرص

صلوٰۃ و صوم کے پابند ہو جائیں
الٰہی سب کو کر ایسی عطا حرص

سیہ کرتی ہیں دل یہ پانچ چیزیں
دغا بازی - حسد - کینہ - ریا - حرص

بھلے کاموں کی اکبر ہے بجا قدر
برے فعلوں کی ہے بس ناسزا حرص

ردیف ضاد

واہ کس رنگ پہ ہے حسن بہار عارض
باغ جنت کا ہے ہر پھول نثار عارض

لیلتہ القدر ہے اے ماہ ترا خط سیاہ
صبح یوم العرفہ نور نگار عارض ہے

سحر عید کا آئینہ سواد اس کا ہے
ہے چمکتی ہوئی اقلیم دیار عارض ہے

ہو چلا بارور اب نخل جوانی اسکا
یہ چشم بدور ہے آغاز بہار عارض

ہے نظر خیرہ یہ ہے خط سیاہ کا جلوہ
دن ہے ہر ماہ نکھر ہے فروغ شب تار عارض

حوریں مشاطہ ہیں ہر ہفت کئے خدمت سے انہیں
ماہ آئینہ ہے مہر آئینہ دار عارض

اے گل اندام تری حسن کی رنگت ہی کچھ اور
پھول بھی صدقے ہین بلبل بھی نثار عارض

زلفیں رخ کی تری بل کرتی ہین پیکار تھین
انکی جاگیر مین لکھا ہی دیار عارض

رنگ ہلکا سا گلابی ہی پھر اس پر خط سیاہ
قابل دید ہی اکبر یہ بہار عارض

ردیف طو

کیا بتاؤں ہی مری واسطے کیا آپکا خط
سر خط بندہ نوازی ہے بنا آپکا خط

ہوگئی معنی وحی کے مطالب روشن
جبکہ دم ایجان جہان مینے پڑھا آپکا خط

طائر سدرہ کو بھیجوں گا کہ لے آئی اسے
لائیگا قاصد محبوب خدا آپ کا خط

ملک آ سنیگے جلد نہین تو دکھا دونگا ادھر
مری بازو پہ ہے ای جان بندھا آپکا خط

نامہ بر بنگیا جبرئیل فلک پر پہنچا
لے اوڑا دھبے مجھے ایجان نہ ملا آپکا خط

آکے بالیں سے مری پیک اجل لوٹ گیا
جی اوٹھا مین مری جان آجو گیا آپکا خط

کہئے تو یار کو کیا کیا ہی لکھا ای اکبر
زلف جانان سے بھی گز بھر ہی بڑا آپکا خط

ردیف ظو

کیون نہو عشاق کو اس شاہ خوبانکا لحاظ
چشم بلبل میں ہی گلہای گلستان کا لحاظ

کی محمدؐ نے شفاعت ہو گیا خالق کا حکم
سایہ میں دامن کے جو آ کر چھپے بخشے گئے
قدر گوہر اے خدا ہیں جانتے گوہر شناس
کربلا میں ذبح کی اولاد لوٹا گھر کا گھر
اب ہوئی بخشش کہ ہے محبوب کا خالق کو پاس
جاوگے یہاں سے وہاں تو چاہئے کچھ پاس انکا پاس

جاتے ہیں جنت میں ہم کیا ہمکو رضوا نکا لحاظ
آگیا خالق کو بھی حضرت کے دامان کا لحاظ
دیدۂ رحمت میں ہے حضرت کی دندانکا لحاظ
شمر ظالم تھا یہی محبوب سبحاں کا لحاظ
آئے ہو دنیا سے یہاں پر چاہیے واں کا لحاظ
آئے ہو دنیا سے یہاں ہاں چاہیئے وانکا لحاظ

وہ بڑا غفار ہے بیٹھے ہو کیوں اکبر اداس
آہی جائیگا تمہاری چشم گریاں کا لحاظ

خلوت کی شب میں بھی وہی باقی رہا لحاظ
ملجائیگا تو بادۂ بے کیف خلد میں
اب لال ڈورے پڑنے لگے چشم یار میں
شب وصل کی تمام ہوئی بات تنگ کی
زاہد جما یہ بزم میں اٹھتا ہی اب نہیں
جب کر چکے اٹھ تو چلا دور جام مے

گھونگٹ ہٹا نہ رخ سے نہ ان کا گیا لحاظ
ساقی ہے بادہ نوشوں کو تیرا بڑا لحاظ
ہاں لطف میکشی ہے کہ اٹھنے لگا لحاظ
ایسا ہی کیا حجاب ہے ایسا بھی کیا لحاظ
ساقی پلا شراب کہ اب ہو چکا لحاظ
رندوں نے شیخ جی کا کیا تو بڑا لحاظ

اکبر جو محتسب نہیں اٹھتا ہو شراب
اوسکو نہیں خیال تو رندوں کو کیا لحاظ

ردیف عین

یہ کسکے عشق میں اسدرجہ بیقرار ہے شمع
نگاہ لطف و کرم کی امیدوار ہے شمع
یہ جسکو ڈہونڈہتی ہے وہ اسے نہیں ملتا
جب آئے اسکے قدم بزم ہو گئی روشن
جہاں چلی یہ لپٹ آ پہنچے مثل تیر اسیر
کسی کے عارض روشن کی ہے چمک اسمیں

سر اپنا دہنتی ہے بیتاب و اشکبار ہے شمع
سلام کیلئے استادہ اے نگار ہے شمع
جب انجمن مین اسے دیکھو اشکبار ہے شمع
تجلیوں میں جواب رخ نگار ہے شمع
مرے خیال میں پروانکا شکار ہے شمع
یہی سبب ہے کہ ہر بزم کی بہار ہے شمع

پڑا اسے بہی اسی بیوفا سے کام اکبرؔ
تمہیں خبر نہیں دیکھو تو بیقرار ہے شمع

ردیف غین

نور احمد سے ہے پہر اوج ایمان کو فروغ
شاخ مین نشو و نما غنچو مین نکہت گل مین رنگ
زلف مشکین سے تری بہائی رنگین سے تری
انبیا ہیں انبیا محبوب پہر محبوب ہے

جسطرح خورشید سحر سے ہے ثریا کو فروغ
جلوۂ احمد نے بخشا ہے گلستان کو فروغ
نافہ آہو کو بو لعل بدخشان کو فروغ
انبیا پر کیوں نہو محبوب سبحان کو فروغ

عرش اعظم پر بلایا تھی فرشتے ہمرکاب / کسقدر بخشا ہی حق نے اپنی مہماں کو فروغ
ہوگئیں بے نور سب توریت و انجیل و زبور / جب سے حسن وصف احمد سے ہی قرآں کو فروغ
ہوگئی چودہ طبق روشن ضیائے نور سے / اس چراغ عرش سے ہے بزم امکاں کو فروغ
تیرے جلوہ سے تری پرتو سے تیری نور سے / آنکھہ کو انوار دل کو روشنی جان کو فروغ
یہ دعا اکبر کی ہے یارب اسے کیجو قبول / نور ایماں سے ملے ہر ایک انساں کو فروغ

ردیف ف

آساں نہیں ہی دیکھنا اُس یار کیطرف / دیکھیں تو موسئی جلوۂ دیدار کیطرف
اوسکو تو عشق یار میں معراج ہوگئی / منصور سر سے جائے نہ کیوں دار کیطرف
کیا جذب عشق سے کشش حسن بڑھ گئی / دل کھنچ رہا ہی میرا مرے یار کیطرف
تو چل رہا ہی چال قیامت کی حشر میں / سب کی نگاہ ہی تری رفتار کیطرف
دیوانے ہیں جو کوچہ جاناں کو چھوڑ دیں / صحرا کو ہم نہ جائیں نہ کہسار کیطرف
روزن سے دیکھتا نہ ہو وہ شوخ چشم آج / میری نظر بھی جاتی ہے دیوار کیطرف
اے غیرت مسیح ہو کیسے مسیح تم / جاتے نہیں کبھی کسی بیمار کی طرف

چارا بروؤں کا ہے یہ کنایہ سمجھ لیا
اکبر ہمارا رخ ہے رخ یار کیطرف

تنگ آتا ہے ہیں حشر میں سب میرے مولا کیطرف
ہوں براتی دیکھتے جسطرح دولہا کیطرف

لیچلو اے ہمدمو اک ہمصفیرو لے چلو
باغ طیبہ کیطرف گلزار بطحا کیطرف

دل کو سودا ہو گیا عشق رسول اللہ میں
تھا منا اسکو یہ جاتا ہے تہامہ کیطرف

کسقدر اللہ کو تھا شوق دیدار حبیب
دیکھتا تھا دیدہ رحمت سے بطحا کیطرف

صرصر جذب محبت تھا براق برق پا
اڑ گیا لیکر سر یہ عرش اعلی کیطرف

عشق ہے انکو خدا سے اور خدا کو انسے عشق
حق تو ہے ادنیٰ کیطرف و حق تعالی کیطرف

شمع کو پروانہ گل کو بلبلیں لیلی کو قیس
دیکھتے ہیں ہم تمہاری روئے زیبا کیطرف

اور کہتا تھا محبت سے کہ اے میرے حبیب
دیر کیوں کرتا ہے آ جا اپنے شیدا کیطرف

روضہ محبوب کو جاتا ہوں میں کس شوق سے
تشنہ لب جیسے مسافر کوئی دریا کیطرف

لیچلا ہے یاد نبیؐ عشق نبی شوق نبیؐ
غرب کیجانب عرب کی سمت بطحا کیطرف

تیرا عاشق اور یوں در در پھرے خانہ خراب
دیکھ تو اے اکبر بدنام و رسوا کیطرف

ردیف قاف

گنج سرمد ہے نصیب دل دیوانہ عشق
دولت آباد حقیقت ہے یہ ویرانہ عشق

ہوش میں آ نہیں سکتا کبھی دیوانہ عشق
مے توحید سے سرشار ہے مستانہ عشق

بحر ذخار ہے کونین مدینہ ہے صدف
جسم نورانی حضرت در یکدانہ عشق

آنکھیں ہر وقت ہیں سرشار مئے حبِ علی ۔ منہ سے رندوں کے لگا رہتا ہے پیمانۂ عشق
ملک کو میں بھی ہاتھ آئی تو ٹھوکر نہ لگائے ۔ والیٔ سلطنتِ فقر ہے دیوانۂ عشق
عرش کو منزلت دل پہ نہ کیوں رشک آئے ۔ ذاتِ پاک نبوی عشق ہے دل خانۂ عشق
فصلِ گل آگئی پہناؤ وہ زنجیر ہمیں ۔ لیچلی وحشتِ دل پھر سوئے ویرانۂ عشق
یاخدا حرمتِ سجاد و طفیلِ قاسم ۔ کردے مجھکو بھی گدائے درِ میخانۂ عشق

فکرِ عقبیٰ ہے نہ اندیشۂ دنیا اکبر
دونوں عالم کو ہے بھولا ہوا مستانۂ عشق

ردیف کاف

دل کو چھیدیگی پریرو تری چتون کبتک ۔ تیر نظارہ چلینگے پسِ روزن کبتک
رونیکو آئی ہے اک رات کی مہمان ہے یہ ۔ شمع مرقد پہ رہے گی مرے روشن کبتک
موسمِ گل ہے ہوائے سحری کا جھونکا ۔ شاخِ گل پر ترا بلبل یہ نشیمن کبتک
مذہبِ عشق میں خامی ہے خیالِ ناموس ۔ فکرِ رسوائی و اندیشۂ دشمن کبتک
شوقِ دیدار سے بیتاب ہے، دل صورتِ برق ۔ ہوگا طے مرحلۂ وادیِ ایمن کبتک
کرہی دے فتنہ خرامی سے کہیں حشر بپا ۔ تڑپیں کشتے ترے قاتل تہِ مدفن کبتک
رحم کر حال پہ اب میرؔ کے خدارا او ترک ۔ خم رہے شوقِ شہادت میں یہ گردن کبتک
ہم بھی ٹلتے نہیں اب آپ کے در سے تا حشر ۔ دیکھنا ہے کہ گری رہتی ہے چلمن کبتک

رحم آئیگا کبھی تو اُو نہیں مجھ پر اکبر
وہ رہینگے مرے ارمان کے دشمن کبتک

ردیف گاف

بہونکی غمِ فراق نے یہ تن بدن میں آگ
اب جسم کی جگہ ہے مری پیرہن میں آگ

انگارو نپر لٹاتی ہے فرقت میں سیرِ باغ
ہو میرا اختیار تو دیدوں چمن میں آگ

ابر سیہ نہیں یہ دہواں ہے بہرا ہوا
کسنے لگادی آج سپہر کہن میں آگ

کشتے ہیں تیری رخ کے جو آتش عذار
لیجائینگے وہ باندہ کر اپنے کفن میں آگ

رخصت ہوئی بہار خزاں کے دن آگئے
اے باغبان لگادے اب اپنے چمن میں آگ

صحرا ہماری گرمی رفتار سے جلا
اپنے ہی سوزِ غم نے لگادی چمن میں آگ

کس نے کیا ترے لب لعلین کا تذکرہ
اہل یمن نے آج لگادی یمن میں آگ

زلفوں سے یوں عیاں ہے ترا روئے آتشین
جیسے لگی ہو وادیٔ چین و ختن میں آگ

اکبر تری زبان ہے کیا شمع کی زبان
ہر فقرہ ترا شعلہ ہے ہر ہر سخن میں آگ

ردیف لام

کسکو معلوم ہوئی عزت و شانِ بلبل
کون ہے گل کے سوا مرتبہ دانِ بلبل

گوش گل سے جو سنا شور و فغانِ بلبل
اے صبا کیا ہوئی تاثیر زبانِ بلبل

آئی گیا فصل خزاں اڑ گئے مرغانِ چمن
مٹ گیا صورت گل نام و نشان بلبل

دید لیلیٰ کیلیے شرط ہے چشم مجنوں
صفتِ گل کو ہی درکار زبانِ بلبل

ہو گیا برہم اسی سے تو مزاج اس گلکا
جابجا تھے مرے دیوان مین بیان بلبل

گاتے ہین میری غزل مرغ خوش الحانِ چمن
انکو آتا ہے مزہ ہی یہ زبانِ بلبل

شب کو آتا ہے جو محفل مین وہ گل ای اکبرؔ
ہم کو پروانوں پہ ہوتا ہے گمان بلبل

بیچین ہو کے دیکھ نہ تو راہ فصل گل
اے عندلیب خوب نہیں چاہ فصلِ گل

گلچیں عدو ہی چرخ ہی دشمن خزاں رقیب
کوئی نہیں جہان میں ہوا خواہ فصلِ گل

آخر وہی خزاں ہی وہی خندہ ہای زاغ
سب چاروں کا ہی حشم و جاہ فصل گل

خاموش غنچہ پھول ہیں پژمردہ برگ خشک
برہم ہے کیا مزاجِ شہنشاہ فصل گل

توبہ کا توڑنا کوئی دشوار بات ہے
مئخوار دیکھتے ہین مگر راہ فصل گل

کہتی ہی عندلیب خزاں سے کہ رحم کر
تاثیر کر نجائے کہیں آہ فصل گل

قمری ہو عندلیب ہو طوطی ہو کوئی ہو
باغ جہان مین کسکو نہیں چاہ فصل گل

ساقی عروس تو بھی بنا دختِ رز کو آج
اب کے بہار آئی ہی ہمراہ فصل گل

اکبرؔ وہ ماہوش جو نہیں ہے بغل میں آج
ظلمات سے سوا ہی شب ماہ فصل گل

ردیف میم

گرم سخن ہیں مجمع اہل سخن میں ہم
گویا زبان شمع ہیں اس انجمن میں ہم

مٹی ہی جسم ہے تو تکلف یہ کیا ضرور
کب تک رہیں گے خاک سے بچ کر کفن میں ہم

دونوں کو اتحاد نے یکرنگ کر دیا
کھلتا نہیں کہ یار ہے یا پیرہن میں ہم

گل ہوشیار ہوں وہ گل آتا ہے سیر کو
دل تھامے عندلیب کو پہنچے چمن میں ہم

تیرے سوا نظر نہیں آتی کسیکی شکل
یہ محو ہو گئے ہیں تری انجمن میں ہم

گردش نصیب ایسا کوئی کم ہی زیر چرخ
دو روز بھی نہ چین سے بیٹھے وطن میں ہم

طول امل میں پھنس گئے دنیا کی گڑی
اب تو اسیر ہیں اسی طوق و رسن میں ہم

مضمون دہان تنگ کا سوجھا نہ آج تک
جی چاہتا ہے قفل لگائیں دہن میں ہم

لکھتے ہیں یاد زلف میں توصیف چشم یار
آہو شکار کرتے ہیں دشت ختن میں ہم

اکبر ہے ساتھ شمع کے پروانہ بھی ضرور
جس انجمن میں وہ ہے اسی انجمن میں ہم

ردیف نون

ہوں وہ مومن جسے ایماں سے سروکار نہیں
وہ برہمن ہوں جسے حاجت زنار نہیں

گنگ وہ کان جو وقف سخن یار نہیں
کور وہ آنکھ جسے حسرت دیدار نہیں

کفر سے کام نہ ایمان سے مطلب ہے ہمیں
دونوں عالم سے بجز تیرے سروکار نہیں

کیا خبردار کرے گا تو ہمیں او زاہد
آپ تو اپنی حقیقت سے خبردار نہیں

کب ترے جلوۂ دیدار نے حیران نہ کیا
کونسا دن ہے کہ ہم نقش بہ دیوار نہیں

سرفروشی صفت کوہکن آخر میں ہے
عشق پہلے تو بہت سہل پہ دشوار نہیں

دہن گور سے آتی ہے صدا میت کو
آج ہمدم ہیں ترا کوئی غمخوار نہیں

دیکھکر اسکو یہ ہوں محو رنگ تصویر
ہے زباں منہ میں مگر طاقت گفتار نہیں

چشم دل کھول اگر ہے طلب دید اکبر
نظر آئے گا ان آنکھوں سے وہ دیدار نہیں

جب سے گدائے کوئے شہ دین پناہ ہوں
میں سرزمین ملک دو عالم کا شاہ ہوں

اب تک نہیں کسی پہ صفاتیں مری کھلیں
وہ بندہ ہوں کہ مظہر ذات الٰہ ہوں

ہے میری ذات باعث ایجاد کائنات
میں آپ اپنے دعوئ حق کا گواہ ہوں

عشق کمر نے زار کیا اسقدر مجھے
مخفی نظر سے صورت تار نگاہ ہوں

چھانے ہوئے ہوں دشت حدوث قدم کی خاک
میں رہ نورد بادیۂ لا الٰہ ہوں

افتادگی عروج کبھی تو دکھائے گی
اس کوچہ میں پڑا صفت گرد راہ ہوں

قربان جاؤں تری شفاعت کے اے نبی
قبضہ بہشت پر ہے مگر پر گناہ ہوں

دی فقر میں خدا نے مجھے دولت فنا
ہوں گرچہ تنگدست مگر بادشاہ ہوں

اکبر گیا جو کوچۂ جاناں کا ہم نے قصد
دل بول اٹھا کہ چلیے تو میں خضر راہ ہوں

ہند والے اونہین مکی مدنی کہتے ہین
خلد والے اونہیں سرو چمنی کہتے ہین

عرق گل سے پسینہ مین فزوں ہی خوشبو
اسکو بوئے صفت گل بدنی کہتے ہین

دیکھکر اپنے صحیفوں مین ترا ذکر جمیل
انبیاؑ رعب سے اللہ غنی کہتے ہین

پوچھا حوروں نے حضور آپ کا دولتخانہ
ہنس کے بولے ہمین مکی مدنی کہتے ہین

ایک اشارے سے کیا چاند کا دل دو ٹکڑے
عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہین

ہائے الفت کہ وہ اللہ سے ہر پہلو پر
میری امت کی نہو دل شکنی کہتے ہین

اے نکیرین نہ ہمین گھیرو تم کہ مجھے
عاشق سید مکی مدنی کہتے ہین

منزل غم مین تھکا بیٹھا ہون محبوب سے دور
اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہین

ایک تم ہو کہ ہے اللہ تمہارا مشتاق
ایک موسیٰؑ ہین کہ رب ارنی کہتے ہین

مرحبا اکبر مداح لکھی خوب غزل ہو
اسی انداز کو شیرین سخنی کہتے ہین

ہجر میں جو مٹ نجائے وہ دل ای قمر نہین
قربان نہو جو تیرے قدم پر وہ سر نہین

تا چند ہجر یار کے صدمے اٹھائیے
اے جان اب تحمل درد جگر نہین ہو

دیکھے ہوئے ہین ہم شب غم کی اندھیریاں
اے تیرگی بخت ہمین تیرا ڈر نہین

بھیجا دنگاہیں اپنا خط شوق یار تک
کچھ احتیاج تیری مجھے نامہ بر نہین

بے چین روز دل ہے زیارت کیواسطے
یاد آئی کب مدینہ کی ہم کو سحر نہین

مرنا بھی تیری چاہ مین جینے سے بڑھکے ہے
ہدیں ہم اسکو نفع سے یہ وہ ضرر نہین

احسان یوں کسیکا میں اتنا کہاں دماغ
حال درازئ شبِ غم کیا کروں بیان

ممنوں بخیہ گر مرا چاکِ جگر نہیں
وہ شام ہے یہ جسکی جہاں میں سحر نہیں

اکبرؔ کبھی نہ کیجیو نبی اور علیؓ کو دو
غافل یہاں ازل سے دوئی کا گذر نہیں

ہے نور محمدؐ کی جھلک رنگِ چمن مین
گرمیوں ہی رہی آگ محبت کی بدن میں
اوس سرورِ عالم کے پسینہ کی ضیا سے
بیکس ہوں میں عاجز ہوں مدینہ میں بلاؤ
فریاد ہی فریاد ہے اے داورِ محشر
یہ عشق گھلا دیگا مجھے شمع کی صورت
ہے اوس گلِ وحدت کے پسینہ سی محبت
اشکوں سے ٹپکتے ہیں شرر سوزشِ غم سے

صد برگ میں بیلے میں گلِ تر میں سمن مین
اڑ جاوں گا کافور لگاتے ہی کفن مین
بو مشکِ ختن میں ہے چمک لعلِ یمن مین
مرجاؤں نہ گھٹ گھٹ کے کہیں رنج و محن مین
زہراؓ کا چمن لوٹ لیا شام کے بن مین
پھونکا ہے جگر آگ لگا دی ہے بدن مین
احباب ملیں عطر وہی میرے کفن مین
تو آگ برسنے لگی بھادوں کی بہرن مین

اکبرؔ ہے مرا نام ثنا خوانِ نبی ہوں
بلبل سا چہکتا ہوں گلستانِ سخن مین

ہزاروں راز نہاں ہیں دہن کے پردے میں
نہاں ہے شاہدِ مطلب سخن کے پردے میں
بسا ہے عطر محبت سے جامۂ ہستی

کروڑوں نکتہ ہیں اک اک سخن کے پردے مین
زبان بول رہی ہے دہن کے پردے میں
چھپا ہے کون گل اس پیرہن کے پردے مین

نکال لایا انہیں شوق خود نمائی کا
وہ ایسی شان سے بیٹھے تھے بن کے پردے میں

غضب کا پردہ نشیں ہے وہ شوخ ہرجائی
ہر انجمن میں ہے ہر انجمن کے پردے میں

کھلا سبب ہمیں لیلیٰ کی جامہ زیبی کا
کہ روح تھیں ہے اس پیرہن کے پردے میں

در دنیہ پہ جھلکتے تھے زر بفت کے بڑے پردے
اب اس مکان کے مکیں ہیں کفن کے پردے میں

جو دیکھا اہل بصیرت نے دیکھو تو کہا
حضوری ہے حسین و حسن کے پردے میں

نجات اہل گنہ کو کہیں نہیں اکبر
غنیمت چھپا ہے تو جا کر کفن کے پردے میں

گئے ہیں آن میں خیر البشر کہاں سے کہاں
وہ جسم پاک تھا مثل نظر کہاں سے کہاں

خدا کی ذکر میں جو رونکی داستان تھا غلط
ہمیں بھی لے گیا تو بے خبر کہاں سے کہاں

جو پھیر دی گئی اُس در سے عرش تک پہنچی
ہوا ہماری دعا کا اثر کہاں سے کہاں

شب فراق میں دم بھر نہ ایک جا تھا قرار
لئے پھرا ہمیں درد جگر کہاں سے کہاں

وہ میرے شعروں کو سنتے ہی ہو گئے خاموش
خدا کی شان ہے پہنچا اثر کہاں سے کہاں

سخا کی ڈالیاں ہیں عرش پر زمیں میں جڑ
گیا ہے بڑھ کے یہ نوری شجر کہاں سے کہاں

جگر کو چھید کے دل سے گذر گیا ظالم
اتر گیا ترا تیر نظر کہاں سے کہاں،

چلا ہے کعبہ در دل کو چھوڑ کر اکبر
یہ بے خبر ہے یوں ہی در بدر کہاں سے کہاں

آوارہ سر گشتہ نہیں قیس ہی بن میں
لیلیٰ کو بھی آرام نہیں اپنے وطن میں

مل جلکے جو رہتے ہیں تو سب ہو گئے یکدل
ہر چند کہ اضداد کی بستی ہے بدن میں

عالم نظر آیا ہمیں کل آگل دماگول
ہر شے کی حقیقت ہے یہی دیر کہن میں

عالم متغیر ہے تو حادث بھی ہے بیشک
پھر شان قدم کیسی ہے اس دیر کہن میں

کیا کیا متغیر ہوئے حالات جہاں کے
دنیا ہی نئی ہو گئی ایک چشم زدن میں

خوش خندۂ گل پر نہ ہو اے بلبل ناداں
پڑھنا ہے تجھے مرثیہ گل بھی چمن میں

انسان کسی حال میں آزاد نہیں ہے
مر کر بھی گرفتار رہا قید کفن میں

الفت میں تری قطع محبت ہوئی سب سے
ایک تجھ سے بیگانہ ہوں یاران وطن میں

اکبر یہ غزل تم نے نئے رنگ میں لکھی
اچھا ہے جو ہو عام یہ انداز سخن میں

قبۂ سبز مدینہ اتر آیا دل میں
کھنچ گیا روضۂ محبوب کا نقشہ دل میں

فاش اگر راز ہو میرا ابھی طوفاں ہو بپا
جوش زن عشق محمد کا ہے دریا دل میں

ہر جگہ حسن محمد نے کیا مجھکو نہال
کبھی آنکھوں میں سمایا کبھی آیا دل میں

جابیونگے مری آنکھوں میں کچھ ہیں نقشے
پردۂ سبز کا اترا ہے پھرا دل میں

یہی دو گھر ہیں مرے دونوں مکاں تو نکمیں
خانۂ کعبہ ہے آنکھوں میں مدینہ دل میں

فیض حضرت نے توجہ جو ادھر فرمائی
لی مع اللہ کا نظر آگیا جلوہ دل میں

بند کر منہ کو ذرا سر تو جھکا اے مجنوں
نظر آجائیگی تجھکو یہیں لیلیٰ دل میں

کہیں لٹتی نہ ہو بستی مرے ارمانوں کی
نہیں معلوم کہ یہ شور ہے کیسا دل میں

کعبہ مسجود ہوا جسکے سبب سے اکبر
جلوہ فرما ہے وہی کعبہ کا کعبہ دل میں

ہنس عکس اُسکے شمع رخ کا اپنی چشم روشن میں
پسینے میں ڈوبا یا گرمئ مضمون عارض نے
فقیر و نکو ہے اپنا بوریا تخت سلیمانی
تری قد سے جو دی ہیں شاعروں نے تشبیہیں
سلامت ہے جو ای وحشت ہماری بادیہ گردی
ہماری تیغ قاتل اسطرف بھی رخ کری یارب
نہ تڑپے ہم خیال پاک دامانی قاتل سے

چراغ طور کا جلوہ ہی یہ وادئ ایمن میں
غریق بحر رحمت ہوں میں یا ورد روئے روشنیں
سلیمان زمان ہے ہر اک مور اپنی روز زمین
اکڑتے ہیں کھڑے ہو ہو کے کیا سرو گلشن میں
نہ رہنے پائیگا کانٹا کوئی صحرا کی دامن میں
رگوں کا دام پھیلائے ہوئے بیٹھے ہیں گردن میں
ادب کہتا تھا ہاں ورنہ یہ نہ آئی اسکی دامن میں

کڑا پن نرم دل کے آگے کام آتا نہیں اکبر
کف حداد پر یکساں ہے نسبت موم و آہن میں

کوئی حرف غلط ہوں یا خطوط نقش باطل ہوں
نہ ہوں میں دور صحبت سے نہ میں صحبت میں شامل ہوں
سرائے دل یونہیں ویران پڑی ہے ایک مدت سے
ذرا انصاف تو کر ای ضبط کیونکر نہ دم نکلے
مرے غمخوار کو بھی رحم اب مجھپر نہیں آتا
مری ہی آنسوؤں کے سیل نے گھر ڈھا دیا میرا

جو کچھ ہوں صفحۂ ہستی سے مٹ جانیکے قابل ہوں
مرا ایک اور عالم ہے نہ خارج ہوں نہ داخل ہوں
کبھی ٹھہرا نہیں جسمیں مسافر میں وہ منزل ہوں
اسیر تازہ ہو تم میں نوگرفتار سلاسل ہوں
نہیں معلوم کیسے سنگدل قاتل کا بسمل ہوں
حقیقت یہ ہے میں خود باعث ویرانئ دل ہوں

کسی کی تیغ کہتی ہے لپٹکر میری گردن سے
چلے بھی آؤ ایسے وقت میں عاشق کی کیا پروا

دو عالم ہو نمیں شہید ناز کی شمشیر قاتل ہوں
بجھا دیگی جسے باد سحر وہ شمع محفل ہوں

مری ہستی کی سرحد گو عدم سے ملگئی اکبر
مگر یہ شکل کہتی ہے ابھی میں حد فاصل ہوں

وصل اس ستم شعار کا دشوار بھی نہیں
مایوس ہونے کی ہیں وہ خانہ خرابیاں
پردہ سے تم سناؤ مجھے لن ترانیاں،
عذر وصال کر کے مجھے ذبح کر دیا
اے صبر رفتہ عاشق ناشاد المدد
اب بیخودی شوق ترقی پذیر ہے
مانگوں دعائے مرگ عدو آہ کس طرح
احباب دینے جاتے ہیں کندھا نجانے کیوں

اقرار بھی نہیں ہے تو انکار بھی نہیں
اب دل میں شوق لذت آزار بھی نہیں
موسیٰ صفت میں طالب دیدار بھی نہیں
کہتے ہو میرے ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
شبہائے ہجر میں کوئی غمخوار بھی نہیں
شمشیر چشم دستہ و سوفار بھی نہیں
لذت فزائے دل الم یار بھی نہیں
ایسی تو میری لاش گرانبار بھی نہیں

اکبر کے شعر سنکے جلے جاتے ہیں عدو
کہتے ہیں گرم آپ کے اشعار بھی نہیں

نہیں چھوٹا خیال مرقد جانانہ مرقد میں
سوئے گور غریباں کس ستم آرا کی آمد ہے
نمایاں سنبل پیچاں ہوئی ہر قبر وحشی پر

ہوئے چین تمنا ایکدم پایا نہ مرقد میں
تمنا دوڑتی پھرتی ہے بیتابانہ مرقد میں
یہ زنجیریں ہیں پاہر او ہر دیوانہ مرقد میں

ہوئی ارمان و حسرت یاس و حرماں مر گئے دم رخصت
شب تاریک غم کا ساتھ پر چھوٹا نہ مرقد مین

نہیں کوئی یہاں پرساں کسیکا وقت تنہائی
نظر آتا ہی ہر جانب مجھے ویرانہ مرقد مین

عدم آباد کو جاتا ہوں میں یاروں سے ملنے کو
چلی ہی لیکے مجھکو ہمت مردانہ مرقد مین

لیا ہی جسنے دل میرا میں بندہ بھی اسیکا ہوں
فرشتوں سے کہو مجھ سے کریں جھگڑا نہ مرقد مین

سر گور غریباں ہاتھ اوٹھا کر کہہ گیا کوئی
ملے راحت کسیکو ایکرم حاشا نہ مرقد مین

مری ہر بات پر کہتے ہیں کیا کیا مجھکو دکھلا کر
فرشتے کر رہے ہیں ناز معشوقانہ مرقد میں

اثر وحشت کا اکبر بعد مردن بھی رہا جاری
کہ کھجلانے سے باز آیا مرا تلوا نہ مرقد مین ۔

پوشیدہ ہیں دل میں کہ کلیجہ میں نہاں ہیں
کیا جانئے تیر نگہ یار کہاں ہین

مٹی میں ملانیکو سوئے قبر رواں ہین
ہم دوش پہ احباب کے اک بار گراں ہین

غیروں پہ تلطف ہی ترحم ہے کرم ہے
معلوم ہوا آپ بڑے فیض رساں ہین

پھولی نہ پھلی شاخ امید اپنی کبھی آہ
ہم گلشن آفاق میں پامال خزاں ہین

حیران ہوں مدہوش ہوں بیخود ہوں سراپا
جلووں کے اثر یوں مری صورت سے عیاں ہین

کہتا ہی کوئی برق تجلی کو دکھا کر
اے طالب دیدار تری ہوش کہاں ہین

کچھ منہ سے جو بولیں تو کھلے راز حقیقت
کیوں مہر سر قفل در گنج نہاں ہین

جاگیر لحد موت نے بخشی ہے عدم میں
اب ہمکو یہ دعوی ہی کہ ہم اہل مکاں ہیں

افسردگی خاطر ناشاد مدد کر
غم ہائے غریب الوطنی کاہش جاں ہین

رونق ہے اگر بزم سخن کی تو ہمیں سے
ہم باعث دل بستگی طبع جہاں ہیں

مضموں نہیں ہے تو نہ ہو اپنی غزل میں
اکبر ہمیں کیا غم ہے کہ ہم اہل زباں ہیں

میری اونکے وصل کے اقرار کچھ یونہیں سے ہیں
کیا کسیکا خوف ہے تیار کچھ یونہیں سے ہیں

انکو مطلق دوست دشمن کی نہیں ہوتی تمیز
واقعی تیر نگاہ یار کچھ یونہیں سے ہیں

وہ بت کمسن ہیں ہوتے ہوتے ہونگے جواں
انکے سینہ پر ابھی آثار کچھ یونہیں سے ہیں

میری وحشت کا زمانہ کی زباں پر ذکر ہے
آپکے چرچے سر بازار کچھ یونہیں سے ہیں

دلمیں ہے کوئی زبردستی پلا دے تو ہمیں
دخت رز سے شیخ جی بیزار کچھ یونہیں سے ہیں

رفتہ رفتہ کردیا بدنام آخر آپ کو
ہم نہ کہتے تھے کہ یہ اغیار کچھ یونہیں سے ہیں

درد کچھ یوں ہی سا ہے دلمیں خلش یونہیں سی ہے
مضطر و حیراں مرے غمخوار کچھ یونہیں سے ہیں

انکی غفلت میں ہے ہشیاری برابر کی شریک
خواب کچھ یونہیں سا ہے بیدار کچھ یونہیں سے ہیں

کل قسم کھائی تھی لیکن آج پھر پہنچے وہیں
حضرت اکبر بھی میرے یار کچھ یونہیں سے ہیں

نظر جب وہ تجلی آئی پروانہ کی آنکھوں میں
ہوا بیخود یہ حیرت چھائی پروانہ کی آنکھوں میں

کوئی اُس عالم نورانی کے اوصاف کیا جانے
بھری ہے شمع کی زیبائی پروانہ کی آنکھوں میں

چلا جاتا ہے لیکن خوف جاں مطلق نہیں کرتا
قضا پھرتی ہے کیا اترائی پروانہ کی آنکھوں میں

تو وہ ہی رشک شمع انجمن ای مجمع خوبی
کھٹکتا ہے تیرا شیدائی پروانہ کی آنکھوں میں

گرا جو شمع پر اسنے جلا کر خاک کر ڈالا
محبت نے یہ چربی چھائی پروانہ کی آنکھوں میں

لئے بے پردہ اسنے شمع کے بوسے سر محفل
حیا آتے ہوئے شرمائی پروانہ کی آنکھوں میں

لباس شمع سبز انجمن کا عکس پڑتا ہے
تماشا ہے جمی ہے کائی پروانہ کی آنکھوں میں

یہ کسکے جلوہ دلکش نے روشن کر دیا عالم
یہ کون آیا بصد رعنائی پروانہ کی آنکھوں میں

حسد سے جلگیا اکبر کو اسکو دیکھکر یک جا
الٰہی کیسی یہ حیرت آئی پروانہ کی آنکھوں میں

عیش میں ہوں چین میں ہوں راحت میں ہوں
کوچہ دلدار میں ہوں یا کہ ایک جنت میں ہوں

واہ کیا آرام ہے کچھ فکر دنیا ہی نہیں
چین سے بیٹھا ہوا میں گوشہ تربت میں ہوں

میں یہاں ہوں اور میرا لامکاں پر دھیان ہے
ظاہرا پستی میں ہوں لیکن بڑی رفعت میں ہوں

داور محشر کسیکا دھیان ہے اسدم مجھے
پوچھنا اسوقت میرا حال جب فرصت میں ہو

حشر میں کیا ملگئے دو چار خر ہونکے درخت
شیخ صاحب یہ سمجھتے ہیں کہ میں جنت میں ہوں

خواب میں بھی تو کبھی چھیڑا نہیں میں نے اسکو
پھر سزاوار خطا ہوں میں تو کس علت میں ہوں

ای قضا تو ہی چلی آ وہ نہیں آتے اگر
جان سے بیزار ہیں اپنی شب فرقت میں ہوں

میری جانب بھی نگاہ لطف ہو جائے کبھی
میں بھی تو اک بندگان دامن دولت میں ہوں

کیا سناؤں حال دل اکبر کہ اسکو چھوڑ کر
رنج میں ہوں غم میں ہوں صدمہ میں ہوں آفت میں ہوں

فتنے تو جمع ہو گئے میدانِ حشر مین
چلنے لگی ہو آپ کی سامانِ حشر مین

یہ طرفہ دل لگی ہے کہ گر کے مرا گلہ
انصاف چاہتے ہین وہ دیوانِ حشر میں

جوشِ جنون وہاں بھی رہا گر تو دیکھنا
باقی رہے گا تار نہ دامانِ حشر میں

وہ بھی ہے ایک جلوہ گہ یار دلستان
واعظ کچھ اور بات نہ کہہ شانِ حشر مین

کس نے لحد کے عیش محل سے جگا دیا
یہ کون مجھکو لایا ہے طوفانِ حشر مین

خلقت کا ایک بار ہی بس فیصلہ ہوا
وہ بن سنور کے آئے جو میدانِ حشر میں

چلتے ہیں ساتھ اور یہ سمجھاتے جاتے ہیں
کہنا مری خلاف نہ دیوانِ حشر میں

سب ظلم بھول جاؤ گے خالق کے سامنے
دیکھو سمجھ کے بات کہو شانِ حشر میں

اکبر یہ جوشِ گریہ وہاں بھی رہا تو تم
طوفان اک اٹھاؤ گے طوفانِ حشر مین

گذری ہے خیالِ خمِ گیسوئے دوتا میں
کاٹی ہے بلائے شبِ غم یادِ بلا مین

عشاق پہ کرتے ہیں وہ لطف ستم آمیز
شامل ہے وہاں زہر بھی تھوڑا سا دوا میں

کہتے ہیں وہ مصروف دعا پاکے یہ مجھکو
تاثیر نہیں ملتی ہے درگاہ خدا مین

کیوں تشنہ پھرا چشمۂ حیواں سے سکندر
کچھ زہر تو آمیز نہ تھا آبِ بقا مین

زاہد کو نہ جنت ہی ملے گی نہ جہنم
یہ چھوڑ دیا جائے گا دان راہ خدا مین

قانع نہیں ہونے کے کبھی تا بہ قیامت
دنیا بھی سما جائے جو کشکول گدا میں

جو صاحبِ باطن ہیں مکدر نہیں ہوتے
جمتی ہی نہیں گرد دلِ اہلِ صفا مین

اب ظلم نہ گنوا اے داور محشر | وہ ڈوب ہا ہی عرق شرم حیا میں

اکبر کے جنازے کو جو دیکھا تو وہ بولے
بے مثل تھا یہ شخص مگر اہل وفا مین

غیر جس بزم میں مختار بنے بیٹھے ہیں | ہم وہاں نقش بہ دیوار بنے بیٹھے ہین
دیکھیے کسکی خرابی ہو خدا خیر کرے | بیطرح آج تو سرکار بنے بیٹھے ہین
شیخ جی دبتے ہوئے دختر قاضی کے مرید | مالک خانۂ خمار بنے بیٹھے ہین
نشۂ حسن نے بیہوش کیا ہے اُن کو | اپنی دانست میں ہشیار بنے بیٹھے ہین
دیکھتے ہیں اُسے لالچ کی نظر سے کیا کیا | وہ مرے دل کے خریدار بنے بیٹھے ہین
داغ دل زخم جگر کھل گئے دکھلاتے ہین پہلو | آج ہم مالک گلزار بنے بیٹھے ہین
نگہ مست پلا دے مے وحدت اونکو | پارسا بزم میں دو چار بنے بیٹھے ہین
رحم سے انکو ہے نفرت تو کرم سے پرہیز | وہ جفا کیش و دل آزار بنے بیٹھے ہین

نگہ مست کہین دیکھ نہ لی ہو اوس کی
آج اکبر ہیں کہ سرشار بنے بیٹھے ہین

ازل سے ان بتونکی ناز بردار نہیں میں ہی ہون | طلبگار و نہیں میں ہی ہوں خریدار و نہیں میں ہی ہون
نگاہ و ابروئے ناز و ادا سب ہیں مرے دشمن | مجھی شاباش تھما تنی تلوار و نہیں میں ہی ہون
جفا کار و نہیں میں ہی ہوں وفادار و نہیں تم ہی ہو | طلبگار و نہیں دشمن اور عیار و نہیں میں ہی ہون
خبر مجھکو نہیں دونوں جہانکی بیخودی یہ ہے | کہ چشم ساقی مدہوش کی سرشار و نہیں میں ہی ہون

نہ ہو امید باقی آرزو ہے اور نہ حسرت ہے
الٰہی تیری رحمت سب مجھی پر صرف ہو جائے

دل بیمار کے بس ایک غمخوار و نہیں میں ہی ہوں
نکوکار و نہیں عالم ہی گنہگار و نہیں میں ہی ہوں

نہیں ہی مجھ میں طاقت اُٹھ کر اب جا نکلی اے اکبر
پڑا لاچار اُس کوچہ کی دیوار و نہیں میں ہی ہوں

مارے بہت زمین پہ بسمل نے ہاتھ پاؤں
شرمندگی سے غرق عرق چاند ہو گیا
انجان بن رہے ہیں مجھے قتل کر کے وہ
اوسکی گلی میں پھر یہ لئے جاتا ہی مجھے
لاغر وہ تھا کہ اوس کی سمجھ میں نہ آسکا
شرم و حجاب حسن کے سامان دیکھیے
نا آشنائے عشق کا حافظ ہو اب خدا
بو بعد قتل لاش پہ اب رو رہے ہیں وہ

کر ڈالا ذبح باندھ کے قاتل نے ہاتھ پاؤں
صبدم دکھائے اس مہ کامل نے ہاتھ پاؤں
کیا پیٹ سے نکالے ہیں قاتل نے ہاتھ پاؤں
قبضہ میں کر لئے ہیں مری دل نے ہاتھ پاؤں
دیکھے بہت ٹٹول کر قاتل نے ہاتھ پاؤں
لیلیٰ سے کیا چھپائے ہیں محمل نے ہاتھ پاؤں
توڑے ہیں بحر عشق کے محمل نے ہاتھ پاؤں
کیسے بچائے اُس بت قاتل نے ہاتھ پاؤں

اکبر تو راہ شوق میں چلکر ہی رہ گئے
کیا توڑ ڈالے پہلی ہی منزل نے ہاتھ پاؤں

ردیف واؤ

آؤ اے جنبیو گنبد خضرا دیکھو
قبلہ عرش ہے یہ قصر معلیٰ دیکھو

آؤ اے خضر مدینہ کا تماشا دیکھو — سبز پردوں کا مری آنکھوں سے جلوہ دیکھو
سامنے روضہ انور کے میں دم توڑتا ہوں — حسرتو نکلا مری خوش ہو کے نکلنا دیکھو
دیکھو وہ سامنے محراب کے ہے گنبد سبز — اہل کعبہ ادھر آو مرا کعبا دیکھو
روضہ سے جالیوں تک آؤ ذرا شاہ امم — میں تڑپتا ہوں ذرا میرا تڑپنا دیکھو
روشنی شمع سر طور کی دیکھی موسیٰ — شمع بالین پیمبر کا بھی جلوہ دیکھو
دیکھی کعبہ میں چراغاں منارات کی سیر — او تشریح کے روضہ کا بھی جلوہ دیکھو
صف بصف باادب استادہ ہیں سب بہر سلام — چشم رحمت سے انہیں یا شہ والا دیکھو

آپ کے ہجر میں باقی نہ رہی طاقت ضبط
آؤ اب خاک پہ اکبر کا تڑپنا دیکھو

ہم ساتھ لے کے آئے ہیں تصویر یار کو — کیونکر نہ سمجھیں خلوت جاناں مزار کو
یہ منت خاک بعد فنا حد سے بڑھ گئی — کہتے ہیں لوگ ڈھیر ہمارے مزار کو
بیگانہ بن کے آئے ہیں وہ فاتحہ کو بھی — واقف ہیں اور پوچھ رہے ہیں مزار کو
روتا ہے یہ تو ہنستی ہے کیا کیا زمین باغ — گریہ خوشی کا آتا ہے ابر بہار کو
اس رشک گل کا آئے تو جوبن شباب پر — ہم بھی دکھائینگے کوئی عالم بہار کو
تلوؤں کو میرے چومتے ہیں خار دشت میں — رکھتے ہیں سب عزیز غریب الدیار کو
گو نقش دو طرح کے ہیں نقاش ایک ہے — دعویٰ برابری کا ہے پھولوں سے خار کو
پانی وہی زمین وہی ہے ہوا وہی — کتنا جدا کیا ہے مگر گل سے خار کو

اکبر تمہارے در پہ ہے بیٹھا دھنی دیے
مایوس کیجیے نہ اس امیدوار کو

خدا ایسا کرے تم بھی کسی معشوق کو چاہو
تمہارا بھی کسی کے ہجر میں خون تمنا ہو

کسیکو جان سے مارو کسیکو نیمجان چھوڑو
کوئی بسمل تڑپتا ہو کوئی لاشہ پھڑکتا ہو

مری تصویر کا سر کاٹنے بیٹھے ہیں خنجر سے
انہیں ہر دم یہی دھن ہے ستم ہو تو نرالا ہو

یہ دم اونکو جا کر دیجیے اے حضرت واعظ
تمہاری چال ہی وہ آئے جو آنکھوں کا اندھا ہو

مصور نے کہا یہ کھینچکر تصویر اوس بت کی
جو صورت ہو تو ایسی ہو جو نقشہ ہو تو ایسا ہو

تمہاری چاہنے والے اسی سے داد چاہینگے
مجھے ڈر ہے قیامت میں خدا سے کچھ نہ جھگڑا ہو

کرونمیں ظلم کی فریاد پیش داور محشر
وہ کافر وقت پرسش دل میں پچھتائے یہ نقشا ہو

جفاؤں سے تم جو کو وفا کو میں نہ چھوڑونگا
اسی صورت سے نبھ جائے تو پھر اچھا ہی اچھا ہو

فصیح الملک کو چاہا نظام الملک نے اکبر
ترقی اس غرض سے کی کہ تا اعزاز بالا ہو

اس نبی کے نور میں کیوں شان یکتائی نہو
جو جمال خالق کونین کا آئینہ ہو

ہائے قسمت یوں پھروں میں دربدر شوریدہ سر
میرا سر ہو اور ترے در پر جبیں سائی نہو

اسکا ایماں ہی نہیں جسکو نہیں تیری تلاش
وہ مسلماں ہی نہیں جو تیرا شیدائی نہو

پردہ النسا میں اگر خود دکھاتا تھا جمال
رکھ لیا نام محمد تا کہ رسوائی نہ ہو

حشر برپا کیوں ہوا میری گناہوں کو کہیں
کھینچکر رحمت تری دربار میں لائی نہو

اس دعا پر اکبرِ عاصی کی سب آمین کہیں
یا الٰہی عرصۂ محشر میں رسوائی نہو

کیا برباد قسمت نے غریبوں کے مزاروں کو
بگولا ڈھونڈھتا پھرتا ہے اب کسکے غباروں کو

نگارستان قدرت ہے ہر ایک صحرا ہر ایک گلشن
ہوائے موسم گل نے نکالا ہے لالہ زاروں کو

یہ ہیں باغ رواں ہمراہ لیجاؤ جہاں چاہو
چمن کیا پائینگے ان گلعذاروں کی بہاروں کو

سکندر دیکھتا اقبال گر ان کا تو مرجاتا
عجب دولت خدا نے دی تری آئینہ داروں کو

تمہاری کفش زریں کسطرح مہتاب نے پائی
فلک پر چن دیا ہے کس قرینے سے ستاروں کو

کسیکی آستاں بوسی کا سودا ہے مگر اسکو
جھکایا ہے فلک نے کسقدر اپنے کناروں کو

اتر کر تخت زریں سے پھر آکر خاک پر سوئے
تکلف بھول جانا ہے پڑا ان تاجداروں کو

سوار پشت رہوار اجل ہیں جتنے انساں ہیں
کہاں نوبت اترنیکی ملیگی ان سواروں کو

دعا ہے اکبر بے خانماں کی اب یہی تجھسے
مرے دل میں بسادے یا خدا ان چار یاروں کو

تمہارے واسطے اے چرخ نو ایجاد کچھ بھی ہو
جفا ہو یا وفا یا ظلم یا بیداد کچھ بھی ہو

سوال وصل پر خاموش کیوں ہے اسقدر ظالم
نہیں ہو یا کہ ہاں ہو ہو مگر ارشاد کچھ بھی ہو

اثر ہو جسمیں اسکو شوق سے آغاز کر اے دل
فغاں ہو آہ ہو نالہ ہو یا فریاد کچھ بھی ہو

لگاؤ بے تامل آپ مشتاق شہادت پر
چھری ہو تیغ ہو یا خنجر فولاد کچھ بھی ہو

تمہارا چاہنے والا ہوں میرا نام رکھدو تم
سڑی سودائی رسوا قیس یا فرہاد کچھ بھی ہو

تجھے ای جوش وحشت ایسی جا لیچل کہ دل بہلے
چمن ہو دشت ہو ویرانہ ہو یا آباد کچھہ بھی ہو

کہوں کیا داستانِ غم شبِ خلوت بھلا تجھسے
تری سر کی قسم اے ہمدم جو مجھکو یاد کچھہ بھی ہو

سنا دیوے وہ خبر ای قاصدِ جاناں کہ جی اٹھوں
نوید مرگ ہو وہ یا مبارکباد کچھہ بھی ہو

دل اکبر بہت مدت سے مشتاقِ زیارت ہے
دکن کو ہم تو آتے ہیں اب اے استاد کچھہ بھی ہو

تم شوخ و شریر آدمی ہو
چنچل ہو چھلاوہ ہو پری ہو

کہنا شبِ وصل ہائے اسکا
بس دور سے آج دل لگی ہو

اے چرخ خدا کا قہر تجھپر
میری تو نہ ہو تیری خوشی ہو

کیوں صدمۂ یاس سے نہ مرجاؤں
جب مانعِ قتل نازکی ہو

کہتا ہوں وہی جو کہہ رہا تھا
کھاتا ہوں قسم جو بات کی ہو

باتیں تو کرو ذرا تو آنکھہ
تم اور ہو کوئی یا وہی ہو

واعظ کو تری اتنی تعریف
ایسا تو سنو کچھہ اِس میں فی ہو

گذری قلق و غم و الم میں
ایسی بھی بری نہ زندگی ہو

اکبر نہیں شک کچھہ اس میں تم بھی
اس عہد کے میر مصحفی ہو

خوف کیا ہے دین ہو ایمان ہو
صبر ہو دل ہو سکون ہو جان ہو

جیسے تم مشق ستم کرتے تھے روز
میں وہی ہوں جان لو پہچان لو

غیر کو مارا ہے کسنے کیا خبر
تجھپر اسنے رکھدیا طوفان لو

آج تو اقرار کر لو وصل کا
رحم ہو دل میں تو کہنا مان لو

آرزوئیں چل بسیں حسرت مٹی
عشق دل میں ہو گیا ویران لو

آئینہ میں شکل اپنی دیکھکر
آپ ہی وہ ہو گئے حیران لو

ہم شب وعدہ یہاں ہیں منتظر
وہ وہاں ہیں غیر کے مہمان لو

عطر ملتے تھے خوشی سے تجھکو جو
یہ بھی وہ کہتے نہیں اب پان لو

اسمیں لکھا ہے تمہارا ہی گلہ
مول اکبر کا نہ تم دیوان لو

اُس شوخ کو دل دیکر بیتاب نہ کیوں ہو
وہ برق ہی جب ہو تو یہ سیماب نہ کیوں ہو

جب خنجر پر آب ہو قاتل کا بہت تیز
دل میں اثر سوزش سیماب نہ کیوں ہو

اُس کانِ لطافت کے ہر دانتوں کا تصور
ہر اشک مرا گوہر نایاب نہ کیوں ہو

جب واسطے انسان کے ہے راحت و آرام
پھر عمر بھلا صرف خور و خواب نہ کیوں ہو

ملتا نہیں ہر ایک سے وہ گل تو گلہ کیا
جو چیز کہ نادر ہے وہ کمیاب نہ کیوں ہو

جس جا یہ کہ ہو دخترِ رز انجمن آرا
اس بزم میں پھر جلوۂ مہتاب نہ کیوں ہو

ناچار دل افگار وہ کہتے ہیں عدو سے
جلتا ہوں کہ میرا ہی یہ القاب نہ کیوں ہو

اچھا مگر اسکی جو نہیں ہو نہ سہی پر
معدوم ہی جب ہے تو وہ نایاب نہ کیوں ہو

رونے کا نتیجہ ہے یہی حضرتِ اکبر
اشکوں نے رواں حلق میں سیلاب نہ کیوں ہو

ردیف ہ

جاتی ہی نہیں دل سے تمنائے مدینہ
پھرتا ہے مری آنکھوں میں صحرائے مدینہ

قربان مزارِ شہ والائے مدینہ
دل خلد کا ہے گنبد خضرائے مدینہ

مقصد ہے مرا یہ ہی مگر فرطِ ادب سے
لب پر نہیں آتا کہ ہوں شیدائے مدینہ

دلمیں ہے کہ مرکر بھی نہ نکلیں گے وہاں سے
اب کے ہمیں تقدیر جو دکھلائے مدینہ

سب دوریاں نزدیک ہیں دلمیں ہے اگر عشق
ہم ہند میں ہیں آنکھوں میں صحرائے مدینہ

سودا ہو جو سر میں تو مدینہ کے سفر کا
ہو عشق تو عشق شہ والائے مدینہ

کعبے گئے تھے ڈھونڈھنے ہم ہند سے جسکو
تھا دل میں وہی انجمن آرائے مدینہ

ہر مرتبہ بڑھتا ہی گیا ولولۂ عشق
کیا لطف دکھاتی ہے تمنائے مدینہ

کعبے سے میرا خانۂ دل کم نہیں اکبر
روشن ہے یہاں شمع تجلائے مدینہ

کروں کیا میں وصف بہارِ مدینہ
ہیں خوش رنگ پھولوں سے خارِ مدینہ

ہو مدفن مدینہ کے جنگل میں مرا
مری خاک ہو اور جوارِ مدینہ

جنوں میرا پھیلائے گا پاؤں کیا کیا
ترقی کرے گی بہارِ مدینہ

مرا نقد دل نذر سلطان طیبہ
مرا دین و ایمان نثارِ مدینہ

ملک پر ہے کوثر تو مکہ میں زمزم
مری آنکھوں میں آبشارِ مدینہ

سنے قصۂ ہجر فرقت زدوں کا
کہاں ہے میرا تاجدار مدینہ

ضرورت ہے سرمہ کی آنکھوں کو میری
صبا مجھکو لا دے غبار مدینہ

شرف کعبہ پر ہے مریدوں کو اکبر
یہ ہے مسکن شہریار مدینہ

وقت زینت دیکھیے توقیر پشت آئینہ
زانوئے دلدار ہے جاگیر پشت آئینہ

انجمن کی انجمن حیران ہے اسکو دیکھکر
سب ہیں ششدر صورت تصویر پشت آئینہ

صحبت اہل صفا ہی صاف عزت کی دلیل
آئینہ کیسا تھا ہے توقیر پشت آئینہ

آئینہ اسکو دکھایا اسکے روئے صاف نے
چپ ہو کیوں بلبل تصویر پشت آئینہ

باندھے جاتے ہیں وہی ہیں جو کہ بدبخت ازل
عکس گیسو بن گیا زنجیر پشت آئینہ

آپ نے کیوں اس سے منہ پھیرا سبھی کوئی ہے
آپ ثابت کیجیے تقصیر پشت آئینہ

اسمیں بھی لکھا ہوا ہی وصف خال و زلف یار
کہہ رہی ہے صاف یہ تحریر پشت آئینہ

ہاتھ سے وہ چھونے پائی تھی کہ خود بین ہو گئے
ہمنے دیکھی ہے عجب تاثیر پشت آئینہ

سرپہ ٹیکے اور پہلو میں اسے زینت ملی
دفتر عاشق کا وہ توقیر پشت آئینہ

چھو لیا کسنے دم آرائش و تزئین اسے
آج ہی افلاک پر تقدیر پشت آئینہ

پاس رہکر بھی تو ہم دیدار سے محروم ہیں
کیا ہوئی گر ہم ہوئے تصویر پشت آئینہ

حضرت جوہر نے اکبر خوب لکھی ہی غزل
جسمیں ہے اک قافیہ خوگیر پشت آئینہ

ردیف ی

زخم کھا کر بڑھ گیا شوق شہادت اور سہی
ایک چرکا تو اری او بے مروت اور سہی

جب نہ آئی وعدہ پر وہ اور بڑھا اشتیاق
بڑھ گئی ناکامیوں سے اپنی ہمت اور سہی

تیرہ بختی ایک تو پہلے ہی سے قسمت میں تھی
اگئی ان گیسوؤں کو چھو کر شامت اور سہی

جب سے وارفتہ تری رفتار کا یہ جی ہو وہ
ناز اب کرنے لگی ہمسے قیامت اور سہی

ایک تو پہلے ہی سے تھا انمیں جادو کا اثر
سرمگین ہو کر ہوئیں آنکھیں وہ آفت اور سہی

قہر تھا جانا ہی تیرا اور پھر منہ پھیر کر
حشر برپا کر رہی ہے یہ قیامت اور سہی

روز و شب ہاتھوں میں ہے تیری چراغ مہر و ماہ
او فلک دیکھی ہے تو نے ایسی صورت اور سہی

ای خدا پہلے سے اب بڑھکر مدینہ کا ہی شوق
ایکبار اکبر کو ہو جائے زیارت اور سہی

تا دم مرگ نہ کی ترک رفاقت میری
درد دل کیا کہوں کی تو نے جو خدمت میری

نظر بد کا ہے ڈر سامنے مشاطہ نہ اسے
آئینہ آپ کو دکھلائے گی سیرت میری

خاکساری کا اثر بعد فنا بھی نہ گیا
کبھی اونچی نہ زمین سے رہی تربت میری

ایک ساعت کو رہے چپ تو میں فریاد کروں
کوئی سنتا نہیں ای شور قیامت میری

میکشو دختر رز کو میرے آگے سے ہٹاؤ
کچھ نہ بن آئیگی بگڑیگی جو نیت میری

موت کو مژدہ ہے افسوس ہے ارمانوں پر
ضعف بڑھتا ہے گھٹی جاتی ہے طاقت میری

مین تو کہتا ہوں کہ وہ آئین آئیں کیونکر
ناصحا ہو بہی تو قابو میں طبیعت میری

گئی ہاتھ اس سے بڑی نکلی تری زلف دراز
میں تو سمجھا تھا بہت کھینچ گئی ہمت میری

عقل کہتی ہے کہ رہ معرکۂ عشق سے دور
دل یہ کہتا ہے ہٹیگی نہیں ہمت میری

نازکی کسکی پسند آئے مجھے ای اکبر
نازک اب حد سے زیادہ ہی طبیعت میری

میری جمعیت دل کا نہیں ساماں کوئی
اپنی زلفوں کیطرح خود ہی پریشاں کوئی

سقدر تیز روی باگ ذرا نرم کرو
پیچھے پیچھے ہی ترے عمر گریزاں کوئی

دل تو ہے میرا اگر تم تمہاری ہوں تو ہوں
کھینچے دو نگا نہ اپنے سینہ میں پیکاں کوئی

لوگ پہنچا ہی گو تا منزل اول آئے
اور یاں زاد سفر کا نہیں ساماں کوئی

مرحبا صل علی حسن کے یہ معنے ہیں
دیکھکر آئینہ خود ہو گیا حیراں کوئی

فصل گل آئی ہے اب ختم ہوئی وحشت دل
چاک ہونے سے بچیگا نہ گریباں کوئی

قیس نے نجد سے باہر کبھی رکھا نہ قدم
ہمنے چھوڑا نہیں وحشت میں بیاباں کوئی

یاد ہے مجھکو کسی گل کا کتابی چہرہ
میں پڑہا دں جو پڑہے مجھسے گلستاں کوئی

تو وہ افعی ہے کہ منتری نہیں ہو سکا
آکاٹا نہ جیا اے شب ہجراں کوئی

میں جو کہہ لیتا ہوں کچھ تو مجھے حیرت اکبر
میری جمعیت دل کا نہیں ساماں کوئی

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
مسجد میں بڑی شوق سے جاتے ہیں نمازی

معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی — سجدہ کیلئے سر جو جھکاتے ہیں نمازی
خدمت کیلئے حوریں سکونت کیلئے خلد — پھولے نہیں جامے میں سماتے ہیں نمازی
کہتا ہے یہ دروازہ پہ داروغہ جنت — ہٹ جاؤ کہ فردوس میں جاتی ہیں نمازی
حوریں ہیں لئے ہاتھ میں ہر رنگ کے میوے — پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی
ظہر و سحر و عصر کو مغرب کو عشا کو — اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی
ڈرتے ہیں قضا ہونے سے ہنستی ہیں ادا پر — جان اپنی نمازوں میں لٹواتے ہیں نمازی
سجدہ کا نشاں چاند سا روشن ہے جبیں پر — حوران بہشتی کو لبھاتے ہیں نمازی

حوران جناں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار
تو تم بھی چلو خلد میں جاتے ہیں نمازی

زمیں ملجائی طیبہ میں مجھی سرکار تھوڑی سی — یہی اک عرض ہے سن لو سر دربار تھوڑی سی
ہے وقت جانکنی اسوقت تو صورت دکھا دیجے — کہ باقی ہے حیات عاشق بیمار تھوڑی سی
مری مشکل کشائی کیجیے یہ مشکلیں مولا — نہیں آساں بہت سی ہیں ہمیں دشوار تھوڑی سی
ہوا جاتا ہوں غرق بحر عصیاں المدد مولا — کہ کشتی ہوتے ہوتی رہ گئی ہے پار تھوڑی سی
جھلک اس حسن دلکش کی دکھا دو چشم موسیٰ کو — مری مولا ذرا اے سید ابرار تھوڑی سی
زلیخا کی طرح آتے خریداری کو خود یوسف — دکھاتے تم تجلی گر سر بازار تھوڑی سی

بس اے اکبر اسے چلکر مدینہ میں بسر کیجے
بہت سی ہو چکی اب زندگی ہے یار تھوڑی سی

اپنی محفل میں تو خوش ہو کے بلائے ساقی — ترے قربان میں اے گیسوؤں والی ساقی

نام جم جم ترا میخانۂ ہستی میں رہے — دیدے اک جام پیاسوں کی دعا لے ساقی

کھینچ لایا مجھے کوثر پہ ترا شوق جمال — گرتا پھرتا تھا پھر حشر میں نالے ساقی

کسقدر نشۂ غفلت سے پڑا ہوں بیہوش — اب گرا میں یہ چلا پھر خدا لے ساقی

سوئے رخ کہتی ہیں جھک جھک کے گھٹائیں کالی — یوں بلائیں تری اے گیسوؤں والی ساقی

حامد و احمد و محمود محمد قاسم — پیارے پیارے ہیں ترے نام ترے ساقی

اپنے اکبر کو بھی اک جام محبت دینا
اے نئے ساغروں کے بانٹنے والے ساقی

روضۂ سید مظلوم کے جانیوالے — ہیں مکاں گلشن فردوس میں پانیوالے

ایسے مرتے ہیں کہ ہو خاک شفا جائے مزار — بے ٹھکانے نہ رہیں شہ کے ٹھکانیوالے

تشنگی میں بھی رہے فیض کے دریا جاری — تھے یہ حیدر کے پسر آنکھ چرانیوالے

ہائے پانی نہ ملا ان کو لب نہر فرات — جنکے ماں باپ تھے کوثر کے لٹانیوالے

روضۂ شاہ پہ رہ جائینگے جا کر اکبر
بھیس نادر کی طرح لوٹ کے آنیوالے

میں صدقے ترے نور کے تاج والے — مجھے بھی تو متوالا اپنا بنا لے

مری جان دل تیرے اوپر تصدق — مرے دین و ایماں ہیں تیرے حوالے

تڑپتا ہے دل اور ترستی ہیں آنکھیں — کہاں ہے تو اے زلف لٹکانیوالے

بوقتِ شفاعت محمدؐ سے حق نے
تو مانگ اپنے ماں باپ یا اپنی اُمت
کہا میرے مولا نے رو کر خدا سے
ترے رحم پر اپنے ماں باپ چھوڑے
کہا جوش میں آکے بحرِ کرم نے

کہا میرے پیارے جہاں سے نرالے
بس اِن دونوں سے ایک کو بخشوا لے
کہ اے عزت و عظمت و شان والے
و لے نار سے میری اُمت بچا لے
کہ پیارے تو چاہے جسے بخشوا لے

خدا کہہ رہا تھا محمدؐ سے اکبرؔ
کہ گلزارِ جنت ہے تیرے حوالے

سنگ کو آپ چھوئیں جوہرِ قابل ہو وہی
آپ جس گھر میں قدم رنجہ کریں دل ہو وہی
تم وہی ہو مگر افسوس وہ باتیں نہ رہیں
اُٹھ گیا دیدۂ عاشق سے دوئی کا پردہ
جسنے کی اپنی حقیقت پہ نظر ہے آگاہ
جسکا میلان نہ دنیا کی طرف ہو وہ ہے مرد
ہمکو ہر وادیِ تحریر میں کھٹکا کیا ہے

آپ چن لیں جسے اے جانِ جہاں دل ہو وہی
رونق افروز جہاں آپ ہوں منزل ہو وہی
میں وہی شخص ہوں اے جانِ مراد دل ہو وہی
وہی لیلیٰ ہو وہی قیس ہو محمل ہو وہی
بجز آپ کے جو شخص ہو غافل ہے وہی
مبتلا ہو تری زلف کا مائل ہے وہی
پاؤں پھیلا کے جہاں سو گئے منزل ہو وہی

ہے کوئی ایسی مسافر کے لئے جا اکبرؔ
نام ہے قبر مگر عیش کی منزل ہو وہی

کتبہٗ حبیب علی تلمیذ حضرت مولانا ثریا رقم

بشر سے ثنا کیا ہو حضرت علیؓ کی
خدا جانتا ہے حقیقت علیؓ کی

شریعت میں ہے فرض الفت علیؓ کی
ہے ایمان مومن محبت علیؓ کی

بلا کر شب وصل حضرت کو حق نے
دکھا دی سر عرش صورت علیؓ کی

ابھی سے اوڑیں سب زمین نجف کو
ملک پر کھلے گر حقیقت علیؓ کی

الٰہی وہ دن مجھکو آنکھوں سے دکھلا
کہ دیکھوں نجف جا کے تربت علیؓ کی

چمن قابل سیر صحنِ علیؑ ہے
ہے غنچہ میں بو گل میں رنگت علیؑ کی

زمین آسمان سب یہ ہیں چار دن کے
کہیں اس سے پہلے ہے خلقت علیؓ کی

علیؓ بازوئے قوت مصطفیٰؐ ہے
ہے زور ید اللہ طاقت علیؓ کی

نکالے زلیخا بھی یوسف کو اپنے
دکھاتا ہے اکبر بھی صورت علیؓ کی

جو جستجو ہے تو ہے تری جستجو باقی
جو آرزو ہے تو بس تری آرزو باقی

نہ میں رہوں نہ رہے میری آرزو باقی
قیام مجھکو ہے ہے تری جستجو باقی

اسے بقا نہیں ہرگز جو تجھ سے خالی ہو
نہیں فنا اسے رہجائے آبرو باقی

مگر کسی طرح سے ہو جائے گوشہ گیر بشر
جو چاہتا ہے کہ رہجائے آبرو باقی

نبھایا کرتے تھے جو رات بھر زلفیں
یہ مٹ گئے نہ رہا ایک تار مو باقی

نہ جائیگی کبھی لاگ اسکے تیغ ابرو کی
رہیگا جسم میں جبتک مرا گلو باقی

ہوئی نہ بند پسِ مرگ چشم عاشق زار
کسیکے دید کی اب تک ہے آرزو باقی

نکل چکی ہیں مرے دل کی سب تمنائیں
اب ایک جان ہے یا تیری جستجو باقی

کھلا یہ آمد و رفت نفس سے اے اکبر
ابھی تو ہم کو ہے اپنی ہی جستجو باقی

نہیں ہمکو خوف عذاب کا کہ تو عاصیوں کا کفیل ہے
ترا نام رحمت عالمیں تو حبیب رب جلیل ہے

کوئی تجھسا اے شہ دوسرا نہ حسین ہے نہ شکیل ہے
ترا نور نور جلیل ہے ترا حسن حسن جمیل ہے

شجر و حجر ملک و بشر ہیں زبان حال سے نغمہ گر
کہ درود بھیجنا آپ پر رہ مغفرت کی دلیل ہے

تو خدا کا سچا حبیب ہے تجھے حق سے وصل نصیب ہے
ترا یا محمد مصطفےٰ کوئی مثل ہے نہ عدیل ہے

در ساقی تسنیم پر یہی دھوم ہوگی بہشت میں
چلو پینے والو سبیل ہے چلو پینے والو سبیل ہے

ترے حکم کا جو مطیع ہے وہ مکین خلد رفیع ہے
تری راہ سے جو پھرا شہا وہ خراب ہے وہ ذلیل ہے

دم واپسیں مری کبریا ہے کلمہ تیرے حبیب کا
بزبان اکبر بے نوا کہ زاد راہ قلیل ہے

یا نبی دکھلائیے مکھڑا خدا کے واسطے
ایک جلوہ اپنے حسن دلربا کے واسطے

کرونگا نذر خالق روز محشر میں غریب
آپ کی تصویر لیجاؤں خدا کے واسطے

ایسی آلودہ نگاہوں کو وہاں کب بار ہے
اور آنکھیں ہیں جمال مصطفےٰ کیواسطے

صورت کعبہ یہاں سے بھی نکلجائیں یہ بت
ہے مکان دل شہ ہر دوسرا کیواسطے

کعبہ دل پاک کر رکھا ہے میں نے یا نبی
میہمان ہو آپ ہی سا اس سرا کیواسطے

خاک نعلین شہ دین ہاتھ آجائے اگر
ہو وہ سرمہ دیدہ دل کی ضیا کیواسطے

سب اسی کیواسطے ہیں جسقدر ہیں آمنتیں
خال رخ دیکھا جو تیرا ہو گیا میں تندرست

آدمی پیدا ہوا رنج و بلا کے واسطے
ہے یہی حب الشفا دل کی دوا کیواسطے

آدمی ہوں میری اصلیت ہے اکبر بہول چوک
ہے خطا میرے لئے میں ہوں خطا کیواسطے

ابہی آئے تھے ابہی چل بسے مرنیوالے
آفتیں دیکہاتے ہیں دنیا میں گذرنیوالے
صفت بوئے گل اس باغ جہاں سے گذرے
آپ مٹجائیں مگر رہو سائل کا سوال
نام سے راہ عدم کے تجہے کیوں وحشت ہے
کہلگیا بہید ہمیں یار تری گہونگہٹ کا
دور ہی گہر ہیں گہر آنگن ہیں پر زادونکے
کشتی عمر کنارے کے قریب آپہنچی

یوں سفر کرتے ہیں دنیا سے گزرنیوالے
لوٹے دیتے ہیں زمانہ کو نکھرنے والے
کیا سبکدوش گئے آپ پہ مرنے مرنیوالے
ہم تو ہیں قبر کا منہ خاک سے بہرنیوالے
سب اسی راہ سے ایکدن ہیں گذرنیوالے
منہ دکہاتے ہیں دل نیکے مکرنے والے
آنکہوں میں پہرتے ہیں یہ دلمیں اترنے والے
بحر ہستی سے ہیں ہم پار اترنیوالے

خوب دیکہی ہے اندہیری شب غم کی اکبر
ہم نہیں تیری قبر سے ڈرنے والے

سیہ کاریاں بخشوا کملی والے
مجہے اپنا جلوہ دکہا کملی والے
بنے تاکہ سایہ ترا چتر رحمت

محمد حبیب خدا کملی والے
کہ ہوں میں ترا مبتلا کملی والے
یہاں سے وہاں ڈر گیا کملی والے

پسند آئی خالق کو معراج کی شب
ترے کاکلوں کی ادا کملی والے

تو کر سایہ زلفوں کا جھک آئی سر پر
سیہ کاریوں کی گھٹا کملی والے

گرجتے ہیں بادل چمکتی ہے بجلی
تو کملی میں اپنی چھپا کملی والے

کملی رنگ مزمل سے محبت
کہ کہتا تھا خود یہ خدا کملی والے

عبادت میں ہر شام کو شام کرنا
ہمارے لیئے مرحبا کملی والے

نہ اتنی عبادت کو ہم نے کہا تھا
ورم پاؤں پر آگیا کملی والے

عبادت کو کرکم ہیں روتے فرشتے
سحر کا اجالا ہوا کملی والے

پسند آئی خالق کو اللہ اکبر
عبادت تری مرحبا کملی والے

کہتے ہیں خالق یہاں محبوب جانی چاہیئے
خلد میں سب امت محبوب جانی چاہیئے

دیکھکر معراج میں ان کو فرشتوں نے کہا
ایسا مہمان چاہیئے یوں میہمانی چاہیئے

ہجر شہ میں بستر غم پر گرا یا ہے مجھے
اور کیا طاقت مجھے اے ناتوانی چاہیئے

داستان غم کہانی درد کی جز آپ کے
کس سے کہنی چاہیئے کسکو سنانی چاہیئے

شافع محشر ہیں میرے گناہوں کا شمار
ایسے عاصی پر تمہاری مہربانی چاہیئے

جاں بحق تسلیم ہے عشق رسول اللہ میں
تربت اکبر مدینہ میں بنانی چاہیئے

ہمیں زمانہ ہوا ان سے دل لگائے ہوئے
عدم سے آئے ہیں سر پر یہ بوجھ اٹھائے

مجھی سے چلتے ہیں چالیں مری سکھائی ہوئے
نبھانے آئے ہیں مجھکو مرے بنائی ہوئے

خرام ناز ذرا دیکھ بھال کر کیجے
ہم اپنی آنکھیں ہیں زیر قدم بچھائی ہوئے

یہ کیا ہوا کہ بھڑک اٹھی آتش الفت
یہ آگ سینہ میں تھی کب سے ہم دبائی ہوئے

اشارہ کیجئے تیغ نگاہ کو دیر ہے کیا
یہ کشتے ہیں کھڑی سب گردنیں جھکائی ہوئے

دل و جگر میں انہیں کے کھینگے اونکی سی
جب اختیار سے اپنے گئے پرائی ہوئے

وہ رشک شمع پئے فاتحہ ہو آیا ہے
چراغ ہیں مرے مرقد کے جھلائی ہوئے

بجز نظر میں بھلا اپنی کیا حسین کوئی
نگاہ میں تو مری آپ ہیں سمائی ہوئے

جہان میں عید تھی کل جنکی دید کی اکبر
پڑے ہیں آج لحد میں وہ منہ چھپائی ہوئے

آج بیتاب وہ رشک گل تر کتنا ہے
میری آنکھوں میں خدا جانے اثر کتنا ہے

تم جو فرماتے ہو دل کو مری چھوٹا سا مکاں
او خود دیکھو تو وسعت میں یہ گھر کتنا ہے

ہمسری کا قد دلدار کی ہے سرو کو شوق
ای صیاد دیکھ تو موزوں یہ شجر کتنا ہے

ہاتھ آئی ہے تری حلقہ بگوشی جو اسے
شور دریا میں ہی اعزاز گہر کتنا ہے

اس حسین سے بھی کہتا ہے مرا دیدۂ تر
دیکھوں باریک ترا موئے کمر کتنا ہے

روز گراتا ہے دو چار کو جا کر تہ خاک
باد جو اسکے بھی غافل یہ بشر کتنا ہے

دے بھی ڈالو کہیں دل یار کو تم ای اکبر
خیر گر اسمیں ضرر ہے تو ضرر کتنا ہے

ہر ذرہ ہے شہ ارض و سما کے آگے
شمع پروانہ ہے محبوبِ خدا کے آگے

بندۂ بے درم صاحبِ لولاک ہیں ہم
آدمی کیا ہے کہیں ہم تو خدا کے آگے

آپکی ذاتِ مبارک کا وسیلہ ہے ہمیں
کیوں اجابت نہ رہے اپنی دعا کے آگے

ہوگیا رنگِ حنا جوشِ خجالت سے سیاہ
نہ جما رنگ بھی خونِ شہدا کے آگے

صبح کو چلتی ہے جو دم یہ مدینہ کی طرف
ہم بھی اڑتے ہوئے ہوتے ہیں صبا کے آگے

یوں ہے حضرت کو رسولوں کی جماعت میں فروغ
ماہ جسطرح چمکتا ہے سہا کے آگے

جیسے قطرہ کی حقیقت ہو سمندر کے حضور
یوں خطا ہے مری حضرت کی عطا کے آگے

غازہ عارضِ عصیاں ہے شفاعت لاریب
سرخرو ہوں گے گناہ گار خدا کے آگے

سرخرو معرکۂ عشق میں اکبر ہی رہا
نہ بڑھا کوئی شہیدانِ وفا کے آگے

زلف شبگوں سے جو وہ عارضِ زیبا نکلے
ارنی کہتے ہوئے قبر سے موسیٰ نکلے

کہیے دل نذر کو نکلے کہ کلیجا نکلے
کون دونوں میں پسند آپ کو ہے کیا نکلے

دے اگر اذن زیارت رخِ موزوں ترا
سرِ گلزار سے فردوس سے طوبیٰ نکلے

کیا بتائیں ہے کہاں خانہ بدوشوں کا مقام
ابھی گلشن میں ہیں صحرا میں ابھی جا نکلے

دی اجازت نہ تڑپنے کی دمِ ذبح بھی حیف
وہ نہیں چاہتے اتنی بھی تمنا نکلے

بزمِ ہستی کی ہے ہر انسان کے دم سے رونق
خوب دیکھا تو ہمیں انجمن آرا نکلے

ہمنے پھیلائی تو ہے جنسِ محبت کی دوکان
یا خدا کوئی خریدار ادھر آ نکلے

الغوث ال عبا سے رہے معمور دل | حشر میں کوئی تو بخشش کا وسیلہ نکلے

آج ہیں گرم فغان ہم بھی چمن میں اکبر
آشیانے میں ہر کیوں بلبل شیدا نکلے

مدینہ کی عجب روشن زمین ہے
رسول اللہ کا جلوہ یہیں ہے
رسول اللہ کی صورت کے قربان
یہی نقشہ تو نقشِ اولیں ہے
لکھا ہے ہم نے حضرت کو عریضہ
ہمارا نامہ بر روح الامین ہے
مدینہ کیوں خدا کو ہو نہ محبوب
کہ یہ محبوب کی پیاری زمین ہے
پڑہا ہم نے خط تقدیر اپنا
در جاناں ہے اور اپنی زمین ہے
کمر خم ہو گئی بار گنہ سے
یہ پشتارہ تو اب اٹھتا نہیں ہے
وہاں کیا بار یابی ہو کسی کی
غرور حسن اُس کا ہمنشیں ہے
چھپا کر اسکو رکھہ چھوڑا ہے سینے
خدنگِ ناز قاتل دل نشین ہے

توکل ہے ہمیں اپنے خدا پر
ہمارے پاس اکبر کیا نہیں ہے

مرا دل وہی دلبر بابھی وہی ہے
جو ہے مدعی مدعا بھی وہی ہے
جو درد جگر ہے شفا بھی وہی ہے
مرض بھی وہی ہے دوا بھی وہی ہر
نعین سے باہر ہوئی جب تو سمجھے
جو ہے ابتدا انتہا بھی وہی ہے
وہی رنگ گل ہے وہی آہ بلبل
چمن بھی وہی ہے صبا بھی وہی ہر

محبت کی آنکھیں غضب کی نگاہیں
وہی آئینہ ہے وہی عکس عارض
چمن میں صبا نے کہا گوش گل میں
وہی ہجر میں ناامیدی کی حالت

جفا بھی وہی ہے وفا بھی وہی ہے
صفا بھی وہی ہے ضیا بھی وہی ہے
جو نکہت ہے زلف رسا بھی وہی ہے
شب وعدہ پھر آسرا بھی وہی ہے

وہی زندگی ہے وہی مرگ اکبرؔ
بقا بھی وہی ہے فنا بھی وہی ہے

زلف عنبر بو سر رخسار رہنے دیجیے
رات اب تھوڑی سی ہے انکار رہنے دیجیے
مر ہی جاؤنگا اگر اترا محبت کا بخار
رات ابھی باقی ہے رخصت آپ ہوتے ہیں حضور
توڑیئے میری طرف کھڑکی نظارہ کیلئے
پھر وہی تکرار بے معنی و عذر بے سبب
اے دن کا معرکہ اور روز قتل عام ہے
قابل فتراک ہم جانباز نکلینگے حضور
اب مدینہ سے نکلنے کا نہ ہو اکبر کو حکم
اب تو کچھ کام ہمارے بھی صبا آتی ہے
کوچۂ گیسوئے جاناں سے یہ کیا آتی ہے

مومن ہندو میں اب تکرار رہنے دیجیے
ہاتھا پائی ہو چکی سرکار رہنے دیجیے
حضرت عیسیٰ مجھے بیمار رہنے دیجیے
صبح تک قسمت مری بیدار رہنے دیجیے
غیر کے گھر کی طرف دیوار رہنے دیجیے
اب نہ مانا جائیگا اصرار رہنے دیجیے
جانثاری کے لئے دو چار رہنے دیجیے
ٹھوکروں ہی میں سر اغیار رہنے دیجیے
اپنے مسکن میں شہ ابرار رہنے دیجیے
قبر محبوب کا پردہ تو اٹھا جاتی ہے
آج بل کرتی ہوئی باد صبا آتی ہے

قصرِ فردوس ہوا اے حور لقا تیرا گھر
کنگھیوں سے تری جنت کی ہوا آتی ہے

آج تو پاؤں زمیں پر نہیں جمتا اسکے
کوچۂ یار سے کیا بادِ صبا آتی ہے

ایسے سوئے ہیں عدم والے نہ لی کروٹ بھی
نیند کیسی تہِ دامانِ قضا آتی ہے

اُسکی آنکھوں نے مگر قافلۂ دل لوٹا
شور اٹھتا ہے نہ آواز ذرا آتی ہے

حسن گزرا تو شباب آیا اثر کیں نہ رہا
تن کے چلتے ہیں تو اب ان کو حیا آتی ہے

ساقی شیشوں کی لگا دے مری آگے قطار
دیکھ اتر سے وہ گھنگھور گھٹا آتی ہے

رکھا اکبر نہ گناہوں نے کسی قابل حیف
کس زباں سے کہوں بندہ ہوں حیا آتی ہے

رقیب جوڑ چلا تم ملال کر بیٹھے
کدھر خیال گیا کیا خیال کر بیٹھے

بجھاؤں کیونکر اسے کسطرح آتش نالوں
غضب ہوا کہ وہ دل کا سوال کر بیٹھے

فلک کی چال ہے یہ آدمی کی چال نہیں
چلے تو لاکھوں ہی کو پائمال کر بیٹھے

خبر نہیں کہ یہ کاجل کی کوٹھری دنیا
یہاں جو بیٹھے وہ دامن سنبھال کر بیٹھے

ڈھونڈتی ہیں جگر کو کہ دل کو ڈھونڈتی ہیں
وہ میرے سینہ میں کیوں ہاتھ ڈال کر بیٹھے

جہاں ہے نقش بر آب اسمیں دم کا دم ہے قیام
کوئی کمی ہے یہاں کیا ملال کر بیٹھے

کیا خیال ذرا بھی نہ خون عاشق کا
حنا سے تم کف گلرنگ لال کر بیٹھے

ہجوم چاک گریبانوں کا ہے کوچہ میں
حضور پردہ سے کیوں منہ نکال کر بیٹھے

یہ کیا کیا کہ انہیں دید یاد دلا دی اکبر
تمہیں خبر نہیں وہ تم سے چال کر بیٹھے

واہ کیا خوب اسیری مری تقدیر میں ہے
پاؤں زنجیر میں دل زلف گرہ گیر میں ہے

ہو گئی پشت بہ دیوار اسے دیکھ کے خلق
اے پری زاد وہ حیرت تری تصویر میں ہے

کوششیں سینکڑوں کیں ہمنے اثر کچھ نہوا
شدنی نام اُسیکا ہے جو تقدیر میں ہے

میرے گھر آپ قدم رنجہ کریں یا نہ دیں
آپکی خاک قدم کا اثر اکسیر میں ہے

ہے یہ بچپن کہ دم بھر نہیں لیلیٰ کو قرار
کیسی جھنکار یہ مجنوں تری زنجیر میں ہے

او کماندار نہیں جان بھی ہمیں تجھسے عزیز
ہے تعجب کہ تجھے کشمکش اک تیر میں ہے

میں بھی ہوں فکر میں تیری کہ بڑی ہے چوٹ
تو جو اے چرخ ستمگر مری تدبیر میں ہے

ہے خدا سے مجھے فردوس کے ملنے کی امید
باپ آدمؑ سے تھے مری یہ مری جاگیر میں ہے

کیوں نہ بھاگے بلائے شب ہجر اے اکبر
اثر آہ سحر نالۂ شبگیر میں ہے

کملی اوڑھے ہوئے اے ناز کے پالے آجا
اے مری عالم رویا کے او جانے آجا
اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگائے آجا
خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹائے آجا
بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

خاک سے اپنے مسافر کو ہٹائے آجا
بے بسی پر مری سب کرتے ہیں نالہ آجا
اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگالے آجا
بیکسی پر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا
راہ میں چھوڑ گئے قافلہ والے آجا

انبیاؑ میں سے کسی نے نہ یہ رتبہ پایا
تجھپہ اللہ ہے یوسفؑ پہ زلیخا شیدا!

کون ہے عرش مکاں کون ہے شاہدِ دلبرا
کون ہے ماہ عرب کون ہے محبوب خدا
اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

اے مسیحا مرے کیا رنگ دکھا رکھا ہے
ملک الموت نے کیا شور مچا رکھا ہے
مری بالیں پہ طبیبوں کو بٹھا رکھا ہے
دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے
لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا

میری مولا مرے عصیاں مجھے ترساتے ہیں
بال بیکا نہوا اعمال کو تلواتے ہیں
موئے تن سی ہیں سوا گنتی میں کب آتی ہیں
ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتی ہیں
کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا

ہم سے عاصی ہیں گنہگار سکرو محتاط
تنکے مانند و نہیں کماں پار اتر جنکی بساط
نیکیوں کی ہے کمی بار گنہ کی افراط
دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفان صراط
ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آجا

شب معراج میں کیا لطف تھا اللہ غنی
ہمنے عرفان کے خزانونکی تجھے کنجی دی
خود کہا خالق اکبر نے کہ اے میرے نبی
وقف ہے تیرے لئے دولتِ کنز مخفی
کھل گئے ہفت سماوات کے تالے آجا

متصل عرش کے جب وہ شہ بطحا گزرا
دھوم تھی چار و طرف صل علیٰ صل علیٰ
بولے قدسی کہ وہ اللہ کا پیارا آیا
پہنچا محبوب تو مشاطۂ رحمت نے کہا
خلوت راز میں اے ناز کے پالے آجا

خلوت راز میں پھر عرش سے آواز آئی
اے مرے لاڈلے اے ہاشمی اے مطلبی
میری محبوب خوش اسلوب رسول عربی
ہمنے خوش ہوکے تجھے ساری خدائی بخشی

اپنے بندون کو کیا ترے حوالے آجا

گل خوبی ہے تو اور گلشن وحدت ہے یہاں
مایہ ناز ہے تو آیۂ الفت ہے یہاں
جسکی صورت ہے تو اور حسن کی سیرت ہے یہاں
رنگ وحدت ہے یہاں غنچۂ وحدت ہے یہاں

اے گل گلشن لولاک لما لے آجا

ہمنے دیکھا تجھے تو دیکھ ہمارا جلوہ
اب بھلا طالب و مطلوب میں پردا کیا
بے تکلف یہاں پہنے ہوئے نعلین کو آ
لامکاں اپنا مکاں عرش سمجھ فرش نما

تو ہمارا ترے ہم چاہنے والے آجا

ہائے دل ایک جوان عربی نے چھینا
اکبر آتا ہے نہیں خوش ہند میں کھانا پینا
آرزو ہے کہ مدینہ میں ہو مرنا جینا
صورت لالہ ہے تیرے داغ بیاں کا سینا

پڑ رہے ہیں ترے بیمار کے لالے آجا

کیا کر سکے گی موت دشتی کر کے
ہم قوت بازوئے علی رکھتے ہیں
ایک دم اسے مار لینگے کشتی کر کے
جنت لے لی ہے دینگا منتی کر کے

الیضاً

ہے قوت اہل بیت فرض انسان پر
ذات ان کی محیط جزو کل ہے اکبر
عشق ان سے سنو تو ہے حرف ایمان کا
حکم انکا ہے جملہ عالم امکان پر

قطعہ

اتفاق اسمیں ہمیں بھی ہے کہ عجلت ہے مضر
اس لئے کہ وصف سے موصوف ہے شیطان لعین
کبھی ہو سکتا ہے یہ کل کا دن آجائے آج
لاکھ کوشش کریں سر ماریں تو ممکن ہی نہیں
وصل قسمت میں ہے جس روز اُسی دن ہو گا
غم ہجر آدمی کے ٹالے سے ٹلتا ہے کہیں
آنیوالی ہے جو شے آپ ہی آجائیگی
ہم کو لازم نہیں ہم چھوڑ دیں صبر و تسکین
ہے طبیعت میں جو سیماب کی خاصیت ہو
کیا بدل لیگی یہ رفتار سپہر برین
اور اگر ہم سے اُسے دوری رہنا ہے ضرور
پھر تو ہم ہو نہیں سکتے کبھی اس شے کے قرین
ہے جو قسمت میں کسی چیز کا شامل ہونا
عرش سے کھینچ کے آئیگی اسکو یہ زمین
کام فرمائے تانی کو ہر آن اکبرؔ
التانی من اللہ ہے قولِ شہِ دین

ایضاً

کعبہ میں بھی جا کے دیکھ آیا تجھکو
بتخانہ میں بھی کہیں نپایا تجھکو
اکسیر کے نسخوں کی طرح سے دل میں
جتنے پایا تجھے چھپایا تجھکو

تمام شد

اعلان

ہر خاص و عام کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اس
کتاب کی جمیع حقوق راقم نے جناب مخدومی
شیخ غفور بخش صاحب مالک مطبع ابو العلائی اسٹیم آگرہ کو
دیدیے ہین اور صاحب موصوف نے باضابطہ رجسٹری بھی
کرالی ہے کوئی صاحب بغیر اجازت قصد طبع نہ فرماوین
ورنہ بعوض نفع نقصان اٹھائین گے ۔ ہان جسقدر
جلدین درکار ہون وہ مطبع سے طلب فرمائین ؏

المشتہر

محمد اکبر علیخان افسون و اکبر دستخط

اکبر علی (افسون) ابو العلائی پریس آگرہ